ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ

سحر البیان

معروف

مثنوی میر حسن

مطبع مصطفائی طبع ہوا
در ۱۲۶۶ باہتمام لطف محمد خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون پہلی توحید یزدان رقم ‏ ‏ جہکا جسکی سجدہ کو اول قلم

سرِ لوح پر رکھہ بیاضِ جبین ‏ ‏ کہا دوسرا کوئی تجھسا نہین

قلم پر شہادت کی اونگلی اوٹھا ‏ ‏ ہوا حرف [illegible] العلا

نہین کوئی تیرا نہ ہوگا شریک ‏ ‏ [illegible] لاشریک

پرستش کی قابل ہی تو ای کریم ‏ ‏ کہ ہی ذات تیری غفور الرحیم

رہی حمد مین تیری عز و جل ‏ ‏ تجہی سجدہ کو [illegible] چلون سر کی بل

وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہی ‏ ‏ قلم جو لکہی اوس سی افزون ہی

سبہون کا وہی دین و ایمان ہی ‏ ‏ یہ ہی دل تمام اور وہی جان ہی

تر و تازہ ہی اوس سی گلزار خلق ‏ ‏ وہ [illegible] ہی بود ار خلق

اگرچہ وہ ہی فکر و غیور ہے ‏ ‏ [illegible] پرستش اسی کی مسطور ہے

کسی سی بر آوی نہ کچھ کام [illegible] ‏ ‏ جو وہ مہربان ہو تو کل مہربان

اگرچہ یہان کیا ہی اوسکا [illegible] ‏ ‏ سر اوس بن تو کوئی سکتا نہین

سو ہی پر نہین اوس [illegible] ‏ ‏ اوسی کی طرف سب کی ہی بازگشت

رہا کون اور کسکی بابت رہی
نہان سب مین اور سب مین ہی آشکار
وہی سب مین اور سب وہی سب سے بیش
چمن مین ہی وحدت کی یکتا وہ گل
اوسی سے ہی کعبہ اوسی سے کنشت
جسے چاہے جنت مین دیوی مقام
وہی مالک الملک دنیا و دین
سدا [illegible] دونون کی اوس سے نمود
اوسکی [illegible] ہم سبکی دید
[illegible] طرف جلوہ گر
[illegible] زمین کو بھی سنتے
[illegible] سنات مین
وہ ظاہر مین [illegible] ظاہر نہین
تامل [illegible] کیجی اگر غور کچھ
اوسی [illegible] کلا
پر اوس [illegible] مین آگی [illegible] نہین
قلم کو زبان [illegible] ہزار
کہ عاجز ہی [illegible] انبیا کی زبان
اس [illegible] نہین
وہ [illegible] خدا [illegible]
دیا عقل [illegible] اونھی نے

موئی اور جیتی وہی ہی وہ جیے
یہہ سب اوسکی عالم مین ہژدہ ہزار
ہمیشہ سی ہی اور رہیگا ہمیش
کہ مشتاق ہین جسکی یہان جزو کل
اوسیکا ہی دوزخ اوسیکا بہشت
جسے چاہی دوزخ مین رکھی مدام
ہی قبضہ مین اوسکی زمان و زمین
دل بستگان کو ہی اوس سی کشود
اوسی کی سخن سی ہی گفت و شنید
اوسیکی یہہ ذرّے ہین شمس و قمر
وہ کچھ شی نہین پر ہر ایک شی مین ہے
ولیکن چمکتا ہی ہر رنگ مین
یہہ ظاہر کوئی اوس سی باہر نہین
تو سب کچھ وہی ہی نہین اور کچھ
بھری ہی لئی ساتھہ دریا حباب
سمجھنی کے ہی بات کہتا نہین
لکھی کس طرح حمد پروردگار
زبان قلم کو ہے قدرت کہان
سوا عجز در پیش یہان کچھ نہین
کہ جسنی کیا کن مین کون و مکان
کیا خاک سی پاک اوسنی ہمین

پیمبر کو بھیجا ہماری لیے — وصی اور امام اوسنی پیدا کیے

جہان کو اونہون نی دیا انتظام — برائی بھلائی سو جہائی تمام

دکھائی اونہون نی ہمن راہ راست — کہ تا ہوے اوس راہ کی بازخواست

سو وہ کون سی راہ شرع نبی — کہ رستی کو جنت کی سیدہی گئی

نعت حضرت رسالت پناہ کی

نبی کون یعنی رسول کریم — نبوت کی دریا کا در یتیم

ہوا گو کہ ظاہر مین امی لقب — پہ علم لدنی کہلا دل سبب

بغیر از الٰہی اور کبھی نی رقم — چلی حکم پر اوسکی لوح و قلم

ہوا علم دین اوسکا جو آشکار — گذشتہ ہوئی حکم تقویم پار

اوٹھا کفر اسلام ظاہر کیا — بتون کو خدائی سی باہر کیا

کیا حق نی نبیون کا سردار اوسے — بنایا نبوت کا حقدار اوسے

نبوت جو کی حق نی اوس پر تمام — لکہا اشرف الناس خیر الانام

بنایا سبھی بوجہ کر خوب اوسے — خدا نی کیا اپنا محبوب اوسے

کرون اوسکی رتبہ کا کیا مین بیان — گہڑی مین جہان باندہ صف مرسلان

مسیح اوسکی خرگاہ کا پاردوز — تجلی طور اوسکی مشعل فروز

خلیل اوسکی گلزار کا باغبان — سلیمان سی کئی مہردار اوسکی وہان

خضر اوسکی سرکار کا آبدار — زرہ ساز داؤد سی وہان ہزار

محمد کی مانند جگ مین بدن — ہوا ہی نہ ایسا نہوگا کہن

پیچہی سر جو اوسکی سایا نتہا — کہ رنگ دوئی وہان تک آیا نتہا

ہمون کی سایا کا تہا سبب — ہوا صرف پوشش مین کعبی کی سب

وہ قد اوسکی تہا نہ سایہ فگن — کہ تہا کل وہ ایک معجزہ کا بدن

بنا سایہ اوسکا لطیف اسقدر — نہ آیا لطافت کی باعث نظر

عجب کیا جو اوس گل کی سایہ نہو — کہ تھا وہ گل قدرت حق کی بو

خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا — اوسی نور حق کی رہا زیر پا

نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی چھایا تو — کسی کا نہ منہہ دیکھا دیکھا اوسکی پانو

وہ ہوتا زمین گیر کیا فرش پر — قدم اوسکی سایہ کا تھا عرش پر

نہونی کی سایہ کی اک وجہ اور — مجھی خوب سوجھی ہے ہی شرط غور

جہان تک کہ تھی ہیاتکی اہل نظر — سمجھ سایہ نور کحل البصر

سبھون نی لیا پتلیون پر اوٹھا — زمین پر نہ سایہ کو گرنی دیا

سیاہی کی پتلی کا ہی یہہ سبب — وہی سایہ پہرتا ہی آنکھون میں اب

وگرنہ یہہ تھی چشم اپنی کہان — اوسی سی یہہ روشن ہی سارا جہان

نظر سی جو غایب وہ سایا رہا — ملائک کی دلمین سمایا رہا

منقبت حضرت امیر المومنین علیہ الصلوۃ والسلام کی

نہین ہمسر اوسکا کوئی جز علی — کہ بھائی کا بھائی وصی کا وصی

ہوئی جو نبوت نبی پر تمام — ہوئی ختم اوسکی وصی پہ تمام

جہان فیض سی اونکی ہی کامیاب — نبی آفتاب و علی ماہتاب

علی دین و دنیا کا سردار ہی — کہ مختار کی گھر کا مختار ہی

دیار امامت کی گلشن کا گل — بہار ولایت کا باغ سنبل

علی راز دار خدا و نبی — خبردار سرّ خفی و جلی

علی بندۂ خاص درگاہ حق — علی سالک و رہرو راہ حق

علی وصی ابن عم رسول — لقب شاہ مردان و زوج بتول

کہی یون جو چاہی کوئی بے سری — پہ نسبت علی کو نہین غیر سی

خدا نفس پیغمبرش خوانده است
دگر را فضیلت بکس مانده است

یہان بات کی آب سمائی نہین
نبی اور علی مین جدائی نہین

نبی و علی هر دو نسبت بہم
دو تا ویکی جون زبان قلم

علی کا عدو دوزخی دوزخی
علی کا محب جنتی جنتی

نبی و علی فاطمہ او حسین
حسن بن حیدر یہہ ہین پنجتن

ہوئی اونسے دو جگ کی خوبی تمام
اونہون پر درود اور انہون پر سلام

علی سی لگا تا بمہدی دین
یہہ ہین ایک نور خدای برین

انہون سی ہی قائم امامت کا گہر
کہ بارہ ستون ہین یہہ اثنا عشر

صغیرہ کبیرہ سی یہہ پاک ہین
حساب عمل سی یہہ بیباک ہین

ہوا یہان سی ظاہر کمال رسول
کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسول

تعریف اصحاب پاک کی

سلام اونپہ جو اونکی اصحاب ہین
وہ اصحاب کیسی کہ احباب ہین

خدا نی انہون کو کہا مومنین
وہ ہین زینت آسمان و زمین

خدا اونسی راضی رسول اونسی خوش
علی اونسی راضی بتول اونسی خوش

ہوئی فرض اونکی ہمین دوستی
کہ ہین دلسی وہ جان نثار نبی

مناجات

الٰہی بحق رسول امین
بحق علی و باصحاب دین

بحق بتول و بہ آل رسول
کرون عرض جو مین سو ہووی قبول

الٰہی مین بندہ گنہگار ہون
گناہون مین اپنی گرفتار ہون

مجھی بخشو میری پروردگار
کہ تو ہی کریم اور آمرزگار

میری عرض ہی یہہ کہ جب تک جیون
شراب محبت کو تیری پیون

سوا تیری الفت کی اور سب ہی ہیچ یہی ہو نہ ہو اور کچھ ایچ پیچ
جو غم ہو تو ہو آلِ احمد کا غم سوا اس الم کی نہو کچھ الم
رہی سب طرف سی میری دلکو چین بحقِ حسن اور بحقِ حسین
کسی سی نہ کرنی پڑی التجا تو کر خود بخود میری حاجت روا
صحیح اور سالم سدا مجکو رکھہ خوشی سے ہمیشہ خدا مجکو رکھہ
میری آل و اولاد کو شاد رکھہ میری دوستون کو تو آباد رکھہ
مین کہتا ہون جنکا نمک ای کریم سدا رحم کر ان پہ تو ای رحیم
جیون آبرو اور حرمت کی ساتھہ رہون مین عزیزون مین عزت کی ساتھہ
بر آوین میری دین و دنیا کی کام بحق محمد علیہ السلام

تعریف سخن

پلا مجکو ساقی شرابِ سخن کہ مفتوح ہو جس سی بابِ سخن
سخن سے مجھی فکر دن رات ہی سخن ہی تو ہی اور کیا بات ہی
سخن کی طلبگار ہین عقلمند سخن سی ہی نام انکو یان بلند
سخن سے کرین قدر مردان کار سخن نام اونکا رکھی برقرار
سخن سی وہی شخص رکھتی ہین کام جنہی چاہیی ساتہہ نیکی کی نام
سخن ہی سلف کی بھلائی رہے زبان قلم سی بڑائی رہے
کہان رستم و گیو و افراسیاب سخن سی رہی یاد و ہیں نقل خواب
سخن کا صلہ یار دیتی رہے جو اہل سدا مول لیتی رہے
سخن کا سدا گرم بازار ہے سخن سنج اوسکا خریدار ہے
رہی جب تلک داستان سخن الٰہی رہین قدر دان سخن

مدح شاہ عالم بادشاہ کی

خدیو فلک شاہ عالی گہر
زمین بوس ہون جسکی شمس و قمر

جہان اوسکی تیغ سی ہی کامیاب
وہ ہی بیچ اقلیم مین آفتاب

اوسی مہر سی ہی منور یہہ ماہ
جہان ہو وہی اور ہو جہاندار شاہ

وہ مہر منور یہہ ماہ منیر
اور اوسکا یہہ نجم سعادت وزیر

مدح وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کے

فلک رتبہ نواب عالی جناب
کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب

وزیر جہان حاکم عدل و داد
ہی آباد ہی ملک جسکی مراد

جہان عدل سی اوسکی آباد ہی
غریبون فقیرون کا دل شاد ہی

پہری ہی بہاگتا ہو سی فیل مست
زبردست ظالم تہی ہی زیردست

کتان سر کری مہ اگر بد نظر
تو آدہا ادہر ہوا اور آدہا ادہر

کسیکا اگر مفت لی زلف دل
تو کہا یا کری پیچ وہ متصل

وہ انصاف سی جو گذرتا نہین
کسی سر کو ہی شخص مرتا نہین

نہو باگہہ بکری مین کچہہ گفتگو
اگر اوسکا چیتا نہو وی کبہو

گر آواز شش صید کی کچہہ کبہی
تو باز آئی چیخ کہ پہری یہی

پہری شمع کی گرد گر آکی چور
صبا کہینچ لیجا دی اوسکو بزور

نہ لی جب تلک شمع پروانگی
پتنگی کی پر کو نہ چہیڑی کبہی

اگر آب سی اوسپہ وہ آ گری
تو فانوس مین شمع چہپتی پہری

گر اچپا تا اوسکی جلین بال و پر
تو گلگیر لی شمع کا کاٹ سر

اوسی عدل کی جو طرح یاد ہی
کسی یاد ہی یہہ خداداد ہی

ستم اوسکی ہاتہو نسی رو یا کری
سدا فتنۂ دہر سویا کری

گہرون مین فراغت سی بیٹہی ہین سب
نہ پہنچی گہر مین چور اپنی وقتی مین جب

وہ ہی باعث امن خرد و کلان | کہی نام ہی اوسکی مشتق امان

بیان سخاوت کا

بیان سخاوت کرون جو رقم | تو زر ریز کاغذ ہوئی قلم

نظر سی توجہ کی دیکھا جدہر | دیا مثل نرگس اوسی سیم و زر

سخاوت میہ ادنی سی ایک اوسکی شی | کہ ایک دن دو شال دئی سات سی

سوا اسکی ہی اور یہہ داستان | کہ ہو جیسے قربان حاتم کی جان

ہوئی کم جو ایکبار کچہہ برشکال | گرانی سی ہونی لگی ایکسال

غریبونکا دم سا نکلنی لگا | توکل کا بہی پانون سے چلنے لگا

وزیر الممالک نی تدبیر کر | خدا کی دیا راہ مین مال و زر

محل محل کیا حکم یہہ | کہ باڑی سی اس غلے کہولیں گرہ

یہہ چاہا کہ خلقت کسی ٹب جئی | کئی لاکہہ لاکہہ ایک دن مین دیکی

یہہ لغزش پڑی ملک مین جو تمام | لیا ہاتہہ نی اوسکی گرتونکو تہام

یہہ بندہ نوازی یہہ جان پروری | یہہ آئین سرداری و سروری

ہوی ذات پر اوس سخی کی تمام | تکلف ہی آگی سخاوت کا نام

فقیرون کی ہی یہان تک نوبتی | کہ ایک ایک یہان ہو گیا ہی غنی

یہہ کیا دخل آواز دی جو گدا | ٹہنک کی کلسے کہ ہووی صدا

قدح لیکی نرگس جو ہووی کہڑی | تو خجلت سی جاوی زمین مین گڑی

ہوا اسکا شامل جو ابر کرم | اثر ابر نیسان سی ہووی عدم

ہر ایک کام اوسکا جہان کے مراد | فلاطون طبیعت ارسطو نژاد

جب ایسا وہ پیدا ہوا ہی بشر | تب اوسکو دیا ہی یہہ کچہہ [illegible]

بیان شجاعت کا

لکھوں گر شجاعت کا اوسکی بیان — قلم ہو میرا رستم داستان

غضب سے وہ ہاتھہ اپنا جب اوٹھائے — اجل کا طمانچہ قسم اوسکی کہائے

کرے جس جگہہ زور اوسکا نمود — دل آہن اوسکا جو ہووے کہوا

چلے تیغ گر اوسکی روز مصاف — نظر آئے دشمن سے میدان صاف

اگر بچ جائے سے کوئی عدو — ملا دیوے اوس تیغ سے منہ کہو

تو ایسے ہی کہا گرے سر کی بل — کہ سر پر کھڑی اوسکے روتی اجل

تھو کیونکہ وہ تیغ برق غضب — کہ تیزش کی تشدید جوہر ہین سب

ہوئے سم قسم اوسکی تیغ اجل — نکل آئے مینہ گر پڑے وہ اوگل

لگاوے اگر کوہ پر ایکبار — گذر جاوے یون جیسے پانی مین تار

غضب سے غضب اوسکا تنہا کرے — تھرتھرے ہیبت سے اوسکی ڈرے

اور اوس زور پر بھی یہہ حلم و حیا — کرے خلق کا جیسے دریا کہا

جہاں تک کہ ہین علم و کسب و کمال — ہر ایک فن مین ماہر ہے وہ خوش خصال

سخندان سخن سنج شیرین زبان — وزیر جہان و وحید زمان

سخن کی نہین اوس سے پوشیدہ بات — غوامض مین سب سہل اونکی نکات

سلیقہ ہر ایک فن مین ہر بات مین — نکلتی نئی بات دن رات مین

سدا سیر اور تماشے پہ دل — کشادہ دلی اور خوشی متصل

تھا اوسکا کیونکہ ہوا سے شکار — تھو رشعارون کا یہی مہیہ شعار

دلیرون کو ہے بس دلیرون سے کام — کہ رہتا ہے شیر و نکو شیر ونکی کام

شہان را ضرور است مشق شکار — کہ آئے بی صید دلہا بکار

کھلے بندہ بین جتنے صحرا مین صید — ہین نواب کی دام الفت مین قید

ز عشقش دل آہوان سوختہ — نفقرا کا اوجڑ کیا وہ دشت

شجاعت کا ہمت کا یہہ کام ہی — رد رم ہا تہہ مین ہی کہ با وام ھی
نہوتا اگر اوسکو عزم شکار — درندون سی بچتا نہ شہر و دیار
نہ بچتی جہان بیچ خرد و بزرگ — یہہ ہو جاتی سب لقمۂ شیر و گرگ
یہہ انسان پر اوسکا احسان ہے — کہ بی خوف انسان کی جان ہے
بنائی جہان اوسنی نخچیر گاہ — رہی صید وہان آکی شام و پگاہ
رکہا صید بحری پہ جسدم خیال — لیا پشت پر اپنی ماہی نے جال
مگر اپنا دیتی ہین جی جان کر — کہ تا اوسپہ گرتی ہین آن آن کر
نہ سمجہو نکلتی ہین دریا مین سوس — خوشی سی اوچھلتی ہین دریا مین سوس
پرندون کا دل اوسطرف ہی لگا — پرندون کو رہتی ہی اوسکی ہوا
پلنگون کا ہی بلکہ چیتا ہی — کہ آیندہ دی ہماری کو ہی
خبر اوسکی سنکر نہ گینڈا اچلی — کہ ہاتہی ہی ہو مست اینڈا چلی
جو کچہ دلمین گینڈی کی آوی خیال — تو بہاگی اوس آگی سپر اپنی ڈال
کہڑی ارنی ہوتی ہین سر جوڑ جوڑ — کہ جی کون دیتا ہی بدبدکی ہوڑ
اطاعت کی حلقہ سی بہاگی جو فیل — پلک اوسکی انکہون مین ہو رود نیل
سو وہ تو اطاعت مین یکدست ہین — نشے مین محبت کی سب مست ہین
اوسیکی لئی گو کہ ہین وہ پہاڑ — قدم اپنی رکہتی ہین سب گاڑ گاڑ
کہ شاید مشرف سواری سی ہون — سر افراز چل کر عماری سی ہون
چلن جب یہہ کچہ ہو وین حیوان کے — تو پہر حق بجانب ہی انسان کے
کسی بہہ نصیحت کی اوسکی ہوس — ولی کیا کرین جو نہو دسترس

لن
تفنہ سیل
گرم سلائی

عجز وانکسار مصنف اور عرض کرنا داستان کا

فلک بار کا ہا ملک در کہا — جدا ہین جو قدہو لسنی تیری رہا

نہ کچھ عقل ہی اور تدبیر ہے | رکھا مجھکو محروم تقدیر نے
مرا ب عقل ہی میری کھولی ہین گوش | دیا ہی مدد سی تیری مجھکو ہوش
سو مین یک کہانی بنا کر نئی | دُرِ فکر سی گوندہ لڑیان کئی
لی آیا ہون خدمت مین بصد نیاز | یہہ امید ہی پھر کہ ہون سرفراز
میرا عذر تقصیر ہووی قبول | بحق علی و بہ آل رسول
رہین شاد و آباد کل خیر خواہ | مٹیں اس گہرانی کی دشمن تباہ
رہی جاہ و حشمت ترا یہہ مدام | بحق محمد علیہ السلام
اب آگی کہانی سنے ہی داستان | ذرا سنئی دل دیکی اسکا بیان

آغاز داستان

کسی شہر مین تہا کوئی بادشاہ | کہ تہا وہ شہنشاہ گیتی پناہ
بہت حشمت و جاہ و مال و منال | بہت فوج سی اپنی فرخندہ حال
کئی بادشاہ اوسکو دیتی تہی باج | خطا و ختن سی وہ لیتا خراج
کوئی دیکہتا آکے جب اوسکی فوج | تو کہتا کہ ہی بحر ہستی کی موج
طویلہ کی اوسکی جو آدنی تہی خر | او نہین تعلقہ ہی مین ملتا تہا زر
جہان تک کہ سرکش تہی اطراف کی | وہ اوس شہ کی رہتی تہی قدمون لگی
رعیت تہی آسودہ بی خطر | نہ غم مفلسی کا نہ چوری کا ڈر
عجب شہر تہا اوسکا مینو سواد | کہ قدرت خدائی کی آتی تہی یاد
لگی تہی ہر ایک جا پہ وہان سنگ و خشت | ہر ایک کوچہ اوسکا تہا رشک بہشت
زمین سبز و سیراب عالم تمام | نظر کو طراوت وہان صبح و شام
عمارت تہی گچ کی وہان بیشتر | کہ گذری صفائی سی جسپر نظر
کہین جا و صفہ کہین حوض و نہر | ہر ایک جا پہ آب لطافت کی لہر

کرون اوسکی وسعت کا کیا مین بیان — کہ جون اصفہان تھا وہ لطف جہان
ہنرمند وہان اہل حرفہ تمام — ہر ایک نوع خلقت کا تھا اژدحام
یہہ دلچسپ بازار تھا چوک کا — کہ ٹھہری جہان بس وہین دل لگا
جہان تک کہ تختی تہی بازار کے — کہی تو کہ تختی تہی گلزار کے
وہ پختہ دکانون کی دیوار و در — سفیدی پہ جسکی نہ ٹھہری نظر
صفا پر جو اوسکی نظر کر گئے — اوسی دیکھہ کر سنگ مرمر گئے
کہون قلعہ کی اوسکی کیا مین شکوہ — گئی دب بلندی کو دیکھہ اوسکی کوہ
وہ دولت سرا خانۂ نور تھا — سدا عیش و عشرت سی معمور تھا
ہمیشہ خوشی رات دن سیر باغ — نہ دیکھا کسی دل نہ جز لالہ داغ
سدا عیش و عشرت سدا راگ رنگ — نہ تھا زیست سی اپنی کوئی تنگ
غنی وہان ہوا جو کہ آیا تباہ — عجب شہر تھا وہ عجب بادشاہ
نہ دیکھا کسی کو بھی وہان فقیر — ہوئی اوسکی دولت سی گھر گھر امیر
کہان تک کہون اوسکا جاہ و حشم — محل و مکان اوسکا رشک ارم
سدا ماہ رویون سی صحبت اوسی — سدا جامہ زیبون سی رغبت اوسی
ہزارون پری پیکر اوسکی غلام — کمر بستہ خدمت مین حاضر مدام
کسی طرح کا وہ نہ رکھتا تھا غم — مگر ایک اولاد کا تھا الم
اسی بات کا اوسکی تھا دل پہ داغ — نہ رکھتا تھا وہ اپنی گھر کا چراغ
دنون کا عجب اوسکی یہہ پھیر تھا — کہ اوس روشنی پر یہہ اندھیر تھا
وزیرون کو ایک روز اوسنے بلا — جو کچھہ دل کا احوال تھا سو کہا
کہا مین کیا کرونگا یہہ مال و منال — فقیری کا ہی میری دل کو خیال
فقیر اب ہوا ہون تو کرون کیا علاج — نہ پیدا ہوا وارث تخت و تاج

جوانی تو سیری گئی سب بسر
دریغا کہ عہد جوانی گذشت
بہت تنگ پر جان کہو یا کیا
رہی بے تمیزی وہی حاصلے
وزیروں نے کی عرض کای آفتاب
فقیری جو سیکھے تو دنیا کی ساتھ
کرو سلطنت لیکن اعمال نیک
جو عاقل ہوں وہ سمجھ میں تک رہیں
تو کار زمین را نکو ساختے
یہہ دنیا جو ہی مزرع آخرت
عبادت سی اس کشت کو آب دو
رکھو یاد عدل و سخاوت کی بات
مگر ہاں یہہ اولاد کا ہی جو غم
عجب کیا کہ ہووی تمہاری خلف
تو لاؤ کبھی پاس کے گفت گو
بلاتی ہیں ہم اہل تنجیم کو
تسلی تو دی شاہ کو اس نمط
سمجھ ہی یہ حال اور یہ ہمیں
بلا کر انہیں شہ کنی لی گئے
پڑا جب نظر وہ شہ تاج و تخت
لیا تھا عدی سی نذر کر سلام

ہوا اب پیری ہوئی سر بسر
جوانی مگو زندگانی گذشت
بہت فکر دنیا میں سویا کیا
کہ از فکر دنیا و دین غافلے
نہو ذرہ تجکو کبھی اضطراب
نہیں خوب جانا ادہر خالی ہاتھ
کہ تا دو جہان میں رہی حال نیک
کہ ایسا نہووی کہ پہر سب کہیں
کہ بر آسمان تیر پرداختے
فقیری میں ضائع کرو اسکو مت
کہ وہاں جاکی خرمن ہی تیار لو
کہ اس فیض سی ہی تمہاری نجات
سوا اسکا تردد بہی کرتی ہیں ہم
کرو تم نہ اوقات اپنی تلف
کہ قرآن میں آیا ہی لا تقنطو
نصیبوں کو اپنی ذرا دیکھ لو
ولی اہل تنجیم کو بہیجی خط
غرض یاد تہا جسکو اس فن کا ہنر
جو تہی رہبر و شہر کی و دیسا
و عادی کہ ہوں شہ کی بیدار بخت
کہا شہ نی ہیں تم سی کہتا ہوں کام

نکالو ذرا اپنی اپنی کتاب
نصیبون مین دیکھو تو میری کہین
یہہ سنکر وہ رمال طالع شناس
دہری تختی آگی لیا قرعہ ہاتھہ
جو پہینکین تو شکلین کئی بیٹھی مل
جماعت نی رمال کی عرض سے
یہہ سن ہنسی ای عالمون کی شفیق
بیاض اپنی دیکھی جو اس رمل کے
ہی اس بات پر اجتماع تمام
زن و زوج کی شکل مین ہی فرح
نجومی بہی کہنی لگے در جواب
نحوست کی دن سب گئی ہین نکل
ستارون نی طالع کی بدلی ہین طور
نظر کی جو تسدیس و تثلیث پر
کیا پنڈتون نی جو اپنا بچار
جنم پتر اس شاہ کا دیکہہ کر
کہا رام جی سے کی ہی تجہیر دیا
نکلتی ہین اب تو خوشی کی بچن
مہاراج کی ہونگی مقصد شتاب
نصیبون نی سکی آپکی یاوری
مقدر مین جی چاہی ہو پسر

میرا ہی سوال اوسکا لکہو جواب
کبہی ہی ہی اولاد ہی یا نہین یہ
لگی کہینچنی زائچی سب لیے قیاس
لگا دہیان اولاد کا اوسکی ساتہہ
کئی شکل سی دل گیا اونکا کہل
کہی گہر مین امید کی کچہہ خوشی
بہت ہمنی تکرار کی ہر طریق
تو ایک ایک نقطہ ہی فرد خوشی
کہ طالع مین فرزند ہی تیری نام
پیا کرئی وصل کا تو قدح
کہ ہمنی ہی دیکہی ہی اپنی کتاب
عمل اپنا سب کر چکا ہی زحل
خوشی کا کوئی دن مین آتا ہی دور
تو دیکہا کہ ہی نیک سب کی نظر
تو کچہہ اونکلیون پر کیا پہر شمار
تو لا او سر جہکا کر نظر
حضور ان سا بالک تیرے ہوگا
نہو گر خوشی تو نہین یہہ سخن
کہ آیا ہی اب پانچوان آفتاب
کہ آئی ہی اب پانچوین مشتری
کہ دیتی ہین یون اپنی تو تہی خبر

ولیکن مقدر ہی کچہہ اور ہی — کہ ہین اس ہیلی مین تہوری طوری
یہہ لڑکا تو ہوگا ولی کیا کہین — خطر ہی اوسی بارہوین برس مین
نہ ہی یہہ خورشید تا بالای بام — بلندی سی خطرہ ہی اوسکو تمام
نکلی یہہ بارہ برس رشک مہ — رہی برج مین یہہ مہ چاردہ
کہا سنکی یہہ شاہ نی اونکی تئین — کہو جی کا خطرہ تو اوسکو نہین
کہا جان کی سب طرح خیر ہی — مگر دشت غربت کی کچہہ سیر ہی
کوئی اوسپہ عاشق ہو جن و پری — کوئی اوسکی معشوق ہو مشتری
کچہہ ایسا نکلتا ہی پوتہی مین اب — خرابی ہو اوسپر کسی کی سبب
ہوئی کچہہ خوشی شہ کو اور کچہہ الم — کہ دنیا مین توام ہی شادی و غم
کہا شاہ نی اسپر نہین اعتبار — جو چاہی کری میرا پروردگار
یہہ فرما محل مین در آمد ہوئی — منجم وہان سی برآمد ہوئی
خدا پر زبس اوسکو تہا اعتقاد — لگا مانگنی اپنی حق سی مراد
خدا سی لگا کرنی وہ التجا — لگا آپ مسجد مین رکہنی دیا
نکالا مرادون کا آخر سراغ — لگائی اودہر لو تو پایا چراغ
سحاب کرم نی کیا جو اثر — ہوئی کشت امید کی بارور
اوسی سال مین یہہ تماشا ہوا — رہا حمل یک زوجہ شاہ کو
جو کچہہ دل پہ گذری تہی رنج و تعب — مبدل ہوئی وہ خوشی سی یہہ سب

داستان تولد ہونی شاہزادہ بی نظیر کی

خوشی سی پلا مجکو ساقی شراب — کوئی دن مین بجتا ہی چنگ و رباب
کرون نغمہ تہنیت کو شروع — کہ اک نیک اختر کری ہی طلوع
گئی نو مہینی جب اوسپر گذر — ہوا گہر مین شہ کی تولد پسر

عجب صاحب حسن پیدا ہوا / جسے مہر و مہ دیکھ شیدا ہوا
نظر کو نہو حسن پر اوسکی تاب / اوسے دیکھ بیتاب ہو آفتاب
ہوا وہ جو اوس شکل سے دلپذیر / رکھا نام اوسکا شہ بی نظیر
خواصوں نے خواجہ سراؤں نے جا / کہی نذریں گذرانیاں اور کہا
مبارک تجھے اے شہ نیک بخت / کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت
سکندر نژاد اور دارا حشم / فلک مرتبت اور عطارد رقم
رہے اوسکی اقلیم زیر نگین / غلامی کریں اوسکی خاقان چین
یہ سنتے ہی مژدہ بجا جانمانہ / رکھی لاکہہ سجدے کہ اے بے نیاز
تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار / نہو تجھسے مایوس امیدوار
دوگانہ غرض شکر کا کر ادا / تہیہ کیا شاہ نے جشن کا
وہ نذریں خواصوں کے جو جو تھی لی / اونہیں خلعت و زر کا انعام دی
کہا جاؤ جو کچھ کہ درکار ہو / کہو خانساماں سے تیار ہو
نقیبوں کو بلوا کے یہہ کہہ دیا / کہ نقار خانہ میں دو حکم جا
کہ نوبت خوشی کی بجاویں تمام / خبر سنکے یہہ شاد ہوں خاص و عام
یہ مژدہ جو پہنچا تو نقارچے / لگا ہر جگہہ بادلا اور زری
بنا ٹھاٹھہ نقار خانے کا سب / مہیا کر اسباب عیش و طرب
غلاف اونپہ بانات چہرنگی بانک / شتابی سے نقارونکو سینک سانک
دیا چوب کو پہلے بم سے ملا / لگی پھیلنے ہر طرف کو صدا
کہا زیر نے بم سے سب شگون / کہ دوں دوں خوشی کی خبر کیوں نہ دوں
بجے شادیانے جو واں او گھڑی / ہوئی گرد پیش آکے خلقت کھڑی
بہم ملکے بیٹھے جو شہنا نواز / بنا ٹھٹہ سے پہر کی لگا اوسپہ ساز

سحر دن ہووے سو پھر معمول کی
لگی لینے اور بجنے خوشی سے نئی
ٹکوروں میں نوبت کی شہنا کی دُھن
ترہی اور قرنا ی شادی کی دم
سُنی جہانجنی جو خوشی کی نوا
نئے سر سے عالم کو عشرت ہوئی
محل سے لگا تا بہ ایوانِ عام
چلی لینے نذرین امیر و وزیر
دئی شاہ نے شاہزادہ کی نانو
امیروں کو جاگیر لشکر کو زر
خواصوں کو خوجوں کو جوڑے دئے
خوشی مین کیا یہان تلک زر نثار
کیا بہانڈ اور بہگتیوں نے ہجوم
لگا کہنچنی جو نہ تر نی تمام
جہانتک کہ سازندے تھی ساز کی
جہان تک کہ تہی گائک اور تنتکار
لگی بجنی قانون و بین و رباب
لگی تہاپ طبلون کی مردنگ سے
کمانچون کو سارنگون کو بنا
لگا موم تارون پہ تہنہ جنگ کی
ستارون کی پردی بنا کر درست

ٹھپیپ

خوشی سے ہوئی گال گل پھول کے
اُڑانا لگا چہنی اور سگھڑ لئے
سگھڑ بستی والون کو کہتی تہی سن
لگی بہبنی زیل اور کہرج مین بہم
تہرکنی لگا تالیون کو بجا
کہ لڑکی کی ہولی کی نوبت ہوئی
عجب طرح کا ایک ہوا ازدحام
لگی کہنچنی زر کی تودی فقیر
مشائخ کو اور پیرزادونکو گانون
وزیرون کو الماس و لعل و گہر
بہا دی جو تہی اونکو گھوڑے دیئے
جسے ایک دینا تہا بخشی ہزار
ہوئی آہی آہی مبارک کی دہوم
کہان تک مین لون ترپکارونکا نام (رقاص)
دہنی دست کی اور آوازے کے
لگی گانی اور ناچنی ایک بار
بہا ہر طرف جوی عشرت کا آب
صدا اونچی ہونی سے لگے جنگ کے
خوشی سے ہر ایک اونکی تہ مین ملا
ملا سر طنبورونکی ایک رنگ کی
بجانی لگی سب وہ چالاک و چست

لگی ہیں کی آسمان پر گمک ۔ اوٹھا گنبد چرخ سارا دھمک
خوشی کی نہ بس ہر طرف تھی بساط ۔ لگی ناچنی اوسپہ اہل نشاط
کناری کی جوڑی چمکتی ہوئے ۔ وہ پانون کی گھنگرو جھنکتی ہوئے
وہ بالی چمکتی ہوئی کان مین ۔ پھڑکنا وہ نتھنی کا ہر آن مین
وہ گھٹنا وہ بڑھنا اوانکی ساتھ ۔ دکھانا وہ رکھ رکھ کی چھاتی پہ ہاتھ
کبھی دل کو پانون سے مل ڈالنا ۔ نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا
دکھانا کبھی اپنی چھب مسکرا ۔ کبھی اپنی انگیا کو لینا چھپا
کسی کی چمکتی ہوئی نورتن ۔ کسی کی وہ کھڑکی پہ نتھہ کی پھبن
وہ دانتون کی مسی وہ گلگیر تر ۔ شفق مین عیان جیسے شام وسحر
وہ گرمی تھی چہری کی جیون آفتاب ۔ جسے دیکھہ کر دل کو ہو اضطراب
چمکنا گلون کا صفا کی سبب ۔ وہ گردن کی ڈوری قیامت غضب
کبھی منہ کی تئین پھیر لینا ادہر ۔ کبھی چوری چوری سی کرنا نظر
دوپٹی کو کرنا کبھی منہ کی اوٹ ۔ کہ پردی مین ہو جائی دل لوٹ پوٹ
ہر ایک تان مین اونکو ارمان یہہ ۔ کہ دل لیجئی تان کی جان یہہ
کوئی فن مین سنگیت کی شعلہ رو ۔ پرم جوگ نجہی سکے لی پہ طلو
کوئی ڈیڑہ گت ہی مین پانون تلے ۔ کہڑی عاشقون کی دلون کو ملے
کوئی دائری مین سجا کر برن ۔ کوئی ڈہمڈی مین جتا اپنا فن
غرض ہر طرح دل کو لیتا تو ہین ۔ نئی طرح سی داغ دیتا او ہین
کبھی مار ہٹ کر کرین قتل عام ۔ کبھی ہاتھہ اوٹھا لیوین گرتی کو تہام
کہین دہرپت اور گیت کا شور و غل ۔ کہین قول و قلبانہ و نقش و گل
کہین بھانڈ اور لولیون کا سمان ۔ کہین ناچ کشمیریون کا وہان

مجیرا پکہاوج گلی ڈال ڈہول
بجاتی تہی اوسجا کہڑی باندہ غول

محل مین جو دیکہو تو ایک ازدحام
مبارک سلامت کی تہی دہوم دہام

پری پیکرون کا پرا ایک ہجوم
وہان تہی بڑی عیش و عشرت کی دہوم

چہٹی تلک غرض تہی خوشی ہی کی بات
کہ دن عید اور رات تہی شب برات

بڑہی ابر سی ابر مین جون ہلال
محل مین لگا پلنی وہ نونہال

برس گانٹہ جس سال اوسکی ہوی
دل بستان کی گرہ کہل گئی

وہ گل جب کہ چوتہی برس مین لگا
بڑہایا گیا دودہ اوس ماہ کا

ہوئی تہی جو کچہہ پہلی شادی کی دہوم
اوسیطرح سی پہر ہوا وہان ہجوم

طوائف وہی اور وہی راگ رنگ
ہوئی بلکہ دونی خوشی کی ترنگ

وہ گل پانون سی اپنی جب جا چلا
وہان آنکہہ کو نرگسون نی ملا

لگا پہرنی وہ سرو جب پانون پانون
گئی پر وہی آزاد تب اوسکی پانون

داستان تیاری مین باغ کی

مئی ارغوانی پلا ساقیا
کہ تعمیر کو باغ کی دل چلا

دیا بادشہ نی ترتیب ایک خانہ باغ
ہوا رشک سی جسکی لالہ کو داغ

عمارت کی خوبی درون کی وہ شان
لگی جسمین زربفت کی سائبان

چقین اور پردی بندہی زرنگار
درون پر کہڑی دست بستہ بہار

کوئی ڈور سی در پہ اٹکا ہوا
کوئی زہ پہ خوبی سی لٹکا ہوا

وہ چقین کی ڈوریان سربسر
کہ مرکا سند ہا جسمین تار نظر

چقون کا تماشا تہا آنکہون کا جال
نگہہ کو وہان سی گذرنا محال

سنہری مغرق چقین ساریان
وہ دیوار اور در کی گلکاریان

دئی ہر طرف آئینی جو لگا
گیا چوگنا لطف اوسمین سما

وہ مخمل کا فرش اوسکا ستہرا کہ بس
بڑہی جسکی آگی نہ پا ہی ہوس

زمین لخلخی او سمین روشن مدام
معطر شب و روز جس سی مشام

چہپرکہٹ مرصع کا دالان مین
چمکتا تہا اسطرح ایوان مین

زمین پر تہی اسطور اوسکی چمک
ستارونکی جیسی فلک پر چمک

زمین کا کرون وہانکی کیا مین بیان
کہ صندل کا ایک پارچہ تہا عیان

بنی سنگ مرمر سی چوپڑ کی نہر
گئی چارسو اوسکی پانی کی لہر

قرینہ سی گرد اوسکی سرو سہی
کچہ ایک دور دور اوس سی سیب و بہی

کہون کیا مین کیفیت دار بست
لگی ہین تاک وہان سی پیوست

ہوای بہاری سی گل لہلہی
چمن سارے شاداب اور ڈہڈہی

زمرد کی مانند سبزہ کا رنگ
روش پر جواہر لگا جیسی سنگ

روش کی صفائی پہ بی اختیار
گل اشرفی کیا زر نثار

چمن سی بہرا باغ گل سی چمن
کہین نرگس و گل کہین یاسمن

چنبیلی کہین اور کہین موتیا
کہین رای بیل اور کہین موگرا

کہڑی شاخ شبو کی ہر جا نشان
کہین بان کی اور ہی آن بان

کہین ارغوان اور کہین لالہ زار
جدی اپنی موسم مین سبکی بہار

کہین جعفری اور گیندا کہین
سماں شب کو داؤدیون کا کہین

عجب چاندنی مین گلون کی بہار
ہر اک گل سفیدی سی مہتاب وار

کہڑی سرو کی طرح چمپی کی ڈار
کہی تو کہ خوشبویون کی جہاڑ

کہین زرد نسرین کہین نسترن
عجب رنگ پر زعفرانی چمن

پڑی آبجو ہر طرف کو سکہے
کرین قمریان سرو پہ چہچہے

گلو نکا لب نہر پر جہومنا
اوسی اپنی عالم مین منہ چومنا

وہ جھمک جھمک کی گرنا خیابان پہ
لئی ہاتھہ مین بیلچے مالنی
کہین تخم پاشی کرین گود کر
کہڑی شاخ در شاخ باہم نہال
لب جو پہ آئینہ مین دیکھہ قد
خرامان صبا صحن مین چار سو
کہڑی نہر پر قاز اور قمریے
صدا قرقرون کی بطونکا وہ شور
چمن آتش گل سی دہکا ہوا
صبا جو گئی ڈہیریان کر کی پہول
وہ کیلون کی اور مولسریون کی چہانون
خوشی سے گلون پر صدا بلبلین
درختون لی برگون کی پہولی ورق
سما قمریان دیکھہ اوس آن کا
ودا دائیان اور مغلانیان
خواصون کا اور لونڈیون کا ہجوم
تکلف کی پہنین پہرین سب لباس
کنیزان مہ رو کی ہر طرف ریل
رنگیلی کوئی اور کوئی سیما مرو پہ
کوئی کیتکی اور کوئی گلاب
کوئی سیوتی اور نہین سکہہ کوئی

نشہ کا سا عالم گلستان پہ
چمن کو لگین دیکہنی مہا سے لینے
پنیری جماوین کہین کہود کر
رہین ہاتہہ جوبن سبب گردن مین ڈال
اکڑنا کہڑی سرو کا حد نہ تد
دماغون کو دیتی ہر ایک گل کی بو
لئی ساتہہ مرغابیون کی پرے
درختون پہ بگلی ہونڈیرون پہ مور
ہوا کی سبب باغ مہکا ہوا
پڑی ہر طرف مولسریون کی پہول
لگی جابئین آنکہین لئی جسکا نازون
تعشق کی آپسمین باتین کرین
کہ لین طوطیان بوستان کا سبق
پڑہین باب پنجم گلستان کا
پہرین ہر طرف اوسمین جلوہ کنان
مخمل کی وہ چہلین وہ آپسکی دہوم
رہین رات دن شاہزادی کے پاس
چنبیلی کوئی اور کوئی رائی بیل
کوئی جیت لگن اور کوئی کامروپ
کوئی مہرتن اور کوئی ماہتاب
کوئی دل لگن اور رتن سکہہ کوئی

ادہر اور اودہر آتیان جاتیان
کہین اپنی پٹی سنواری کوئی
کہین چٹکیان اور کہین تالیان
بجاتی پہرتی کوئی اپنی کرتے
دکہاوی کوئی کوکہرو موڑ موڑ
اداسی کوئی بیٹہی ہٹہ پی

کوئی حوض مین جاکی غوطہ لگاتے
کوئی اپنی طوطی کی لیوی خبر
کسی کو کوئی دیجل ہاری کہین
کوئی آرسی اپنی آگے دہری
تماشا کوئی کہول ہنسنی لگی
ہوا اون گلوںسی دوبالا سمان
غرض لوگ تہی یہہ جو ہر کام کی
پلا جب وہ اس ناز و نعمت کی ساتہہ
ہوئی اوسکی مکتب کی شادیان
معلم اتالیق منشی ادیب
کیا قاعدی سی شروع کلام
دیا تہا زبس حق نی ذہن رسا
معانی و منطق بیان و ادب
حیز دار حکمت کی مضمون سبہی
لگا ہیئت و ہندسہ تا نجوم

مہرین اپنی جوبن کو دکہلاتیان
اری او سہیلی پکاری کوئی
کہین قہقہی اور کہین گالیان
کہین واہ واہ اور کہین واچہڑی
کہین سوت لوٹی کہین تار توڑ
دم دوستی کوئی بہر بہر جیئی

کوئی نہر پر پاؤن بیٹہی ہلاتی
کوئی اپنی مینا پہ رکہی نظر
کوئی جان کو اپنی واری کہین
اداسی کہین بیٹہی کنگہی کری
لبون پر دہڑی کوئی اپنی جمای
اوسی باغ مین تہا وہ سرو روان
یہہ سب واسطی اوسکی آرام کی
پدر اور مادر کی شفقت کی ساتہہ
ہوا مہر او ہین شادیونکا سمان
ہر ایک فن کی استاد بیٹہی قریب
پڑہانی لگی علم اوسکو تمام
کئی سال مین علم سب پڑہ چکا
پڑہا اوسنی منقول و معقول سب
غرض جو پڑہا اوسنی قانون سبہی
زمین آسمان مین پڑی اوسکی دہوم

کئی علم تو کیا زبان حرف حرف | اسی نحو سی اوسنی کی عمر صرف
عطارد کو آئی لگی اوسکی لیس | ہوا ایسا وہ لوحی مین وہ خوشنویس
ہوا جب کہ تو خط وہ شیرین رقم | بڑہا کر لکہی ایسا تسی تو قلم
لیا ہاتہہ جب خامۂ مشکبار | لکہا نسخ و ریحان و خطِ غبار
عروس الخطوط اور ثلث و رقاع | خفی اور جلی مثل خطِ شعاع
شکستہ لکہا اور تعلیق جب | رہی دیکہہ حیران اتالیق سب
کیا خطِ گلزار ایسی جب فراغ | ہوا صفحہ قطعہ گلزار باغ
کرون علم اوسکا کہان تک بیان | کہی خوب اب مختصر یہہ بیان
کمان کہینچی جو ویسی ہوا بی نظیر | لیا کہینچ چلّی مین سب فن تیر
صفاہی مین سوفار پیکان کیا | کیا جب کہ تو دیہہ طوفان کیا
کہا جہوٹتی ہی جو لکڑی پہ تن | کیا ایسی قبضی مین سب اوسکا فن
ہوئین دست و بازو کی سرسائیان | اوڑائین کئی ہاتہہ مین گہائیان
رکہا موسیقی پہ جو کچہہ خیال | کہی قید سب اوسنی ہاتہون تال
طبیعت گئی کچہہ جو تصویر پر + | رکہی رنگ سب اوسکی مدّ نظر
کئی دیکہین جسکو دیکہا ہی سب ارژنگ | کہ حیران ہوئی دیکہہ اہل فرنگ
سواران کمانون کی کشتی کمال | مروت کی خو آدمیت کی چال
رذالون سی نفرت و نسبی نفرت اوسی | سدا قابلون ہی سی صحبت اوسی
گیا نام پر اپنی وہ دلپذیر | ہر ایک فن مین سچ مچ ہوا بی نظیر

داستان سواری کی طیاری کی حکم مین

پلا ساقیا مجہکو ایک جام مل | جوانی پہ آیا ہی ایام گل +
غنیمت شمر صحبت دوستان | کہ گل پنج روز ست در بوستان

ثمر کی بہلائی کا گر ہو سکے / شتابی سی بولی جو کچھ بو سکے
کہ رنگ چمن پر نہین اعتبار / یہان چرخ مین ہی خزان و بہار
پڑی جب گرہ بارہوین سال کی / کہلی گل جہڑی غم کی جنجال کی
کہا شہ نی بلوا نقیبون کو شام / کہ ہون صبح حاضر سبہی خاص و عام
سواری تکلف سی تیار ہو / مہیا کرین جو کہ درکار ہو
کرین شہر کو رل کی آئینہ بند / سواری کا ہو لطف جس سی دوچند
رعیت کی خوش ہون صغیر و کبیر / کہ نکلی گا کل شہر مین بی نظیر
یہہ فرما محل مین گئی بادشاہ / نقیبون نی سن حکم لی اپنی راہ
ہوئی شب لیا مہ نی جام شراب / گیا سجدۂ شکر مین آفتاب
خوشی مین گئی جلد جو شب گذر / ہوئی سامنی سی نمایان سحر
عجب شب تہی وہ جون سحر روسفید / عجب روز تہا مثل روز امید
گیا مژدۂ صبح لی ماہتاب / اوٹہا سوتی آنکہون کو ملتا شتاب
کہا شاہ نی اپنی فرزند کو / کہ بابا نہا دہو کی تیار ہو

داستان حمام کی نہانی کی لطافت مین

ملا آتشین آب پیر مغان / کہ بہولی مجہی گرم و سرد جہان
اگر چاہتا ہی میری دل کا چین / نہ دینا وہ ساغر کہ ہو قلتین
کدورت میری دل کی دہو ساقیا / ذرا شیشۂ می کو دہو دہا کی لا
کہ سرگرم حمام ہی بی نظیر / گیا ہی نہالی کو بدر منیر
ہوا جب کہ داخل وہ حمام مین / عرق آگیا اوسکی اندام مین
تن نازنین نم ہوا اوسکا گل / کہ جس طرح ڈوبی ہی شبنم مین گل
پرستار باندہی ہوئی لنگیان / مہ و مہر سی طاس لیکر وہان

لگی ملنی اوس گلبدن کا بدن
نہالی مین یون تہی بدن کی دمک
لبون پر جو پانی پڑا سر بسر
ہوا قطرۂ آب یون چشم نوش
لگا ہونی ظاہر جو اعجاز حسن
گیا حوض مین جب شہ بی نظیر
وہ گورا بدن اور بال اوسکی تر
نمی سے تہا بالون کا عالم عجب
کہون اوسکے خوبی کی کیا تجہسی بات
زمین پر تہا ایک موجۂ نور خیز
زمرد کی لی ہاتہہ مین سنگ پا
ہنسا کہلکہلا وہ گل نو بہار
عجب عالم اوس نازنین پر ہوا
ہنسا اس ادا سی کہ سب ہنس پڑی
دعائین لگی دینی بی اختیار
کہ تیری خوشی سی ہی سبکی خوشی
نہ آوی کبہی تیری خاطر پہ میل
کیا غسل جب اس لطافت کی ساتہہ
نہا دہو کی نکلا وہ گل اسطرح
غرض شاہزادہ کو نہلا دہولا
جواہر سراسر پہنایا اوسی

ہوا اوٹہا آب سی وہ چمن
برسنی مین بجلی کی جیسی چمک
نظر آئی جیسی وہ گلبرگ تر
کبہی تو پڑی جیسی نرگس پہ اوس
ٹپکنی لگا اوس سی انداز حسن
پڑا آب مین عکس ماہ منیر
کہی تو کہ ساون کی شام و سحر
نہ دیکہی کوئی خوب تر اوس سی شب
کہ جیون بہیگتی جای صحبت مین رات
ہوا جب وہ فوارہ سان آب ریز
کیا خادمون نی جو آہنگ پا
لیا کہینچ پاؤن کو بی اختیار
اثر گدگدی کا جبین پر ہوا
ہوئی جیسی قربان جہوٹی بڑی
کہا خوش رکہی تجہکو پروردگار
مبارک تجہی روز و شب کی خوشی
چمکتا رہی یہہ فلک کا سہیل
اوٹہا کہیں لائی اوسی ہاتہون ہاتہہ
کہ بدلی سی نکلی ہی مہ جس طرح
دیا خلعت خسروانہ نہا
جواہر کا دریا بنایا اوسی

لڑی لٹکن اور کلغی اور نورتن
مرصع کا سرپیچ جون موج آب
وہ موتی کی مالی بصد زیب و زین
جواہر کا تن پر عجب تہا ظہور
غرض ہو کی اسطرح آراستہ
نکل گھر سی جسدم ہوا وہ سوار
زبس تہا سواری کا باہر ہجوم
برابر برابر کہڑی تہے سوار
سنہرے روپہلی وہ عماریان
چمکتی ہوئی بادلی کے نشان
ہزارون ہی اطراف مین پالکی
کہارونکی زربفت کی کرتیان
بندہی پگڑیان تاش کی سر اوپر
وہ ہاتہون مین سونی کی موٹی کڑی
وہ ماہی مراتب وہ تخت روان
وہ شہنائیون کی صدا خوشنما
وہ آہستہ گہوڑون پہ نقارچی
بجاتی ہوئی شادیانی تمام
سوار اور پیادہ صغیر و کبیر
وہ نذرین کہ جس جس نی تہین ٹہانیان
ہوئی حکم سی شاہ کی ہمعنان سوار

عدد ایک سی ایک زیب بدن
منور لب لعل رخ آفتاب
کہین جسکو آرام جان دل کا چین
کہ ایک ایک عدد اوسکا تہا کوہ طور
خرامان ہوا اسرو نوخاستہ
کئی خوان گوہر کی اوسپر نثار
ہوا جب کہ ڈنکا پڑی سب مین دہوم
ہزارون ہی ہی ہاتہیونکی قطار
شب و روزکی سی طرحداریان
سوارونکی غٹ اور بانونکی شان
جہلابور کی جگمگی نالکے
اور اونکی وہ بانوکی پہرتیان
چکاچوندہ مین جس سی آدمی نظر
جہلک جسکی ہر ہر قدم پر پڑی
وہ نوبت کہ دولہ کا جیسی سمان
سہانی وہ نوبت کی دہیمی صدا
قدم با قدم بالباس زری
چلی آگی آگی بلی شادکام
جلو مین تمامی امیر و وزیر
شہ و شاہزادہ کو گذرانیان
چلی سب قرینی سی باندہی قطار

سجی اور سجائی سبہی خاص و عام
لباس زری میں ملبس تمام

طرق کی طرق اور تری کی تری
کچھ ادہر اودہر کچھ وری کچھ پری

مرصع کی سازوں سی کوتل سمند
کہ خوبی میں روح القدس سی دوچند

وہ فیلوں کی اور سنگ ڈنبر کی شان
جہلکتی وہ منقش کے سایبان

چلی پایۂ تخت کی ہو قریب
بدستور شاہانہ ہتی جریب

سواری کی آگے ہی اہتمام
لئی سونی روپی کی عاصی تمام

نقیب اور جلودار اور چوبدار
یہ آپس میں کہتی تہی ہر دم پکار

ادب سی اپنی معمول و دستور سی
ادب سی تفاوت سی اور دور سی

ہلا تو جوانو بڑہی جائیو
دوجانب سی باگیں لئی آئیو

بڑہی جائیں آگے سی چلتی قدم
بڑہی عمر و دولت قدم با قدم

غرض اسطرح سی سواری چلی
کہی تو کہ باد بہاری سی چلی

تماشائیوں کا جدا تہا ہجوم
کہ ہر طرف تہی لاکہہ عالم کی دہوم

لگا قلعہ سی شہر کی حد تلک
دوکانوں پہ تہی بادلی کی جہلک

منڈہی تہی تمامی سی دیوار و در
تمامی تہا وہ شہر سونی کا گہر

کیا تہا زبس شہر آئینہ بند
ہوا چوک کا لطف وہاں چارچند

رعیت کی کثرت ہجوم سپاہ
گذرتی تہی رک رک کی ہر جا نگاہ

ہوئی جمع کوٹہوں پہ جو مرد و زن
ہر ایک سطح تہا جوں زمین چمن

یہہ خالق کی حسن قدرت کاملہ
تماشی کو نکلی زن حاملہ

لگا لنج سی تا ضعیف و نحیف
تماشی کو نکلی وضیع و شریف

وحوش و طیوروں تلک خیل خیل
پڑی آشیانوں سی اپنی نکل

نہ پہونچا ہوا ایک مرغ قبلہ نما
سو وہ آشیانی میں تڑپا کیا

زبس شاہزادہ بہت تہا حسین
ہوئی دیکہہ عاشق کہین وہین

نظر جسکو آیا وہ ماہِ تمام
کیا اوسنی جہک جہک کی اوسکو سلام

دعا شاہ کو دی کہ بارِ الٰہ
سدا یہہ سلامت رہی مہر و ماہ

یہہ خوش اپنی ماں سی رہی شہریار
کہ روشن رہی شہر پر روزگار

غرض شہر سی باہر ایک سمت کو
کوئی باغ تہا شہ کا اوسمین سی ہو

گہڑی چار تک خوب سی سیر کر
رعیت کو دکہلا کی اپنا پسر

اور سی کثرتِ فوج سی ہو سوار
پہرا شہر کی طرف وہ شہریار

سواری کو پہنچا گئی فوج اودہر
گئی سب اپنی منزل مین شمس و قمر

جہان تک کہ تہین خادمانِ محل
خوشی سی وہ دیوڑہی تک آئین نکل

قدم اپنی حجرون سی باہر نکال
لیا سب نی آ اپنوا حال حال

بلائین لگین لینی سب ایکبار
کیا جی کو یک دست سبنی نثار

گیا جب محل مین وہ سروِ روان
بندہا ناچ اور راگ کا پہر سمان

پہر رات تک پہنی پوشاک وہ
رہا ساتہہ سبکی طربناک وہ

قضا را وہ شب تہی شبِ چاردہ
پڑا جلوہ لیتا تہا ہر طرف مہ

نظارے سی تہا اوسکی دل کو سرور
عجب عالمِ نور کا تہا ظہور

عجب لطف تہا سیرِ مہتاب کا
کہی تو کہ دریا تہا سیماب کا

ہوا شاہزادہ کا دل بیقرار
یہہ دیکہی جو یہان چاندنی کی بہار

کچہہ آئی جو اوس مہ کی جی مین ترنگ
کہا آج کوٹہی پہ بچہی پلنگ

خواصون نی جا شاہ سی عرض کی
کہ شہزادی کی آج یون ہی خوشی

ارادہ ہی کوٹہی پہ آرام کا
کہ مہتاب ہی عالمِ لبِ بام کا

کہا شہ نی اب تو گئی دن نکل
اگر یون ہی مرضی تو کیا ہی خلل

پر اتنا ہی اوس سے خبردار ہون
جنھون کی ہو چوکی وہ بیدار ہون

لب بام پر جب یہہ سوئی صنم
کرین سورۂ نور کو اوسپہ دم

تمہارا میرا بول بالا رہی
یہہ اس گھر کا قایم اوجالا رہی

کہا تب خواصون نے حق سے امید
یہی ہی کہ ہم بھی رہین رو سفید

پھرین حکم لے وہان سے پھر شاہ کا
بچھونا وہین جا کیا ماہ کا

قضا را وہ دن تھا اوسی سال کا
غلط وہم ناصح مین تھا حال کا

سخن مولوی کا یہہ سچ ہی قدیم
کہ آگی قضا کی ہو احمق حکیم

پڑی ہی اپنی جو سب عیش سیج
نہ سمجھی زمانی کے کچھ ایچ پیچ

یہہ جانا کہ یونہین رہیگا مدام
نہ دریافت کی اس نی [illegible]

کہ اس بیوفا کی نئی ہی ترنگ
یہہ گرگٹ بدلتا ہی ہر دم مین رنگ

کرا یاد عیش و سر جا بتخت
کہ صد شام بر قرب صبحش بتخت

مدارا بعیش جہان رنگ دہر
کہ آرد زمانہ حقہ تریاک و زہر

داستان شاہزادی کی کوٹھی پر سونی کی اور پری کی اوڑا لیجانی کی

شتابی سی اوسپہ پہنائی سیم بر
کہ چارون طرف ماہ ہی جلوہ گر

بلورین گلابی مین وہ سی کہ جام
کہ آیا بلندی پہ ماہ تمام

ہوا کی کہان اور کہان پھر یہہ سین
مثل ہی کہ ہی چاندنی چار دن

اگر می کی لینی ہین کچھ دیر تئی
تو پھر جانو یہہ ہی کہ اندھیر ہی

وہ سونیکا جو تھا جڑاؤ پلنگ
کہ سیمین تنون کو ہو جسپر اومنگ

سراسر اوپہ زری بافتی
کہ تھی ہر شکن آئینہ صاف کی

کبھی چادر ایک اوسپہ شبنم کی صاف
کہ جو چاندنی حسن صفا کی غلاف

لگی اوسپہ کسنی وہ مقیش کے
کہ جھمکون مین تھی جسکی موتی لگے

دہری اوسنے تکیے کی نرم نرم — کہ مخمل کو ہو جسکی دیکھے سی شرم

کہان تک کوئی اونکی خوبی کو پای — جسی دیکھ آنکھون کو آرام آئی

وہ گل تکیے اوسکی جو تہی زیب گاہ — کہ ہر وجہ تہی اونکو خوبی مین راہ

کبہی نیند مین جب کہ ہوتا تہا وہ — تو رخسار رکہ اوسپہ سوتا تہا وہ

چہپای سے ہوتا حسن اوسکا ماند — دیی تہی لگا اوسکی مکہڑی کو چاند

ہوئی دونو کی حسن کی ایک جوت — کہ جیسی ہو دو شمعون کی ایک سوت

زبس نیند مین تہا جو وہ سو رہا — بجہونی پہ آتی ہی بس سو رہا

وہ سویا جو اوس آن سی بی نظیر — رہا پاسبان اوسکا بدر منیر

ہوا اوسکی سونی پہ عاشق جو ماہ — لگا دی ادہر اپنی اوسنے نگاہ

وہ مہ اوسکی کوٹہی کا بالا ہوا — غرض وہان کا عالم دو بالا ہوا

وہ پہولون کی خوشبو وہ ستہرا پلنگ — جوانی کی نیند اور وہ سونی کا رنگ

یہان تک کہ چوکی تہی باری سی دار — ہوا جو چلی سو گئے ایکبار

غرض سب کو وہان عالم خواب تہا — مگر جاگتا ایک مہتاب تہا

قضارا ہوا ایک پری کا گذر — پڑی شاہزادی پہ اوسکی نظر

مہ ہو کا سا دیکہا جو اوسکا بدن — جلا آتش عشق سی اوسکا تن

ہوئی لاکہ جی سی وہ اوسپر نثار — وہ تخت اپنا لائی ہوا سی اوتار

جو دیکہا تو عالم عجب ہی یہان — منور ہی سارا زمین آسمان

دوپٹی کو اوس مہ کی منہ سی اوٹہا — دیا گال سی گال اپنا ملا

اگرچہ ہوئی تہی زیادہ ہوس — ولیکن حیا نی کہا اوسکو بس

مئی عشق مین پہر یہہ سوجہی ترنگ — کہ لی چلیے اسکا امانت پلنگ

محبت کی آتش جو دل مین ہوا — وہان سی اوسی لی اوڑی دلربا

ہوا جب زمین سے وہ شعلہ بلند
ہوا مین ستارہ سا چمکا وہ چند

شب مہ مین وہ لون زمین سی اوٹھا
چلی شیر جسطرح سی جوش کہا

جلی رشک سی اوسکی شمع و چراغ
کہ اوس مہ کا پہنچا فلک پہ دماغ

غرض لی گئی آن کی آن مین
اوڑا کر وہ اوسکو پرستان مین

کبھی خوش ہی دل اور کبھی دردمند
زمانی کی جیسی ہی پست و بلند

داستان حالت تباہ کرنی مان باپکی شاہزادیکی غائب ہونی سے

شتابی مجھی ساقیا دی شراب
کہ یہہ حال سنکر ہوا دل کباب

یہان کا تو قصہ مین چھوڑا یہان
ذرا اب سنو غمزدون کا بیان

کرون حال ہجران زدونکا رقم
کہ گذرا جدائی سی کیا اونپہ غم

کھلی آنکھہ جو ایک کی وہان کہین
تو دیکھا کہ وہ شاہزادہ نہین

نہی وہ پلنگ اور نہ وہ ماہ رو
نہ وہ گل ہی او سجا نہ وہ اوسکی بو

لگے دیکھہ یہہ حال حیران کار
کہ یہہ کیا ہوا ہای پروردگار

کوئی دیکھہ یہہ حال رونی لگے
کوئی غم سی جی اپنا کہونی لگے

کوئی بلبلائی سی بہرنی لگے
کوئی ضعف کہا کہا کی گرنی لگے

کوئی سر پہ رکھہ ہاتھہ دلگیر ہو
گئی بیٹھہ ماتم کی تصویر ہو

کوئی رکھہ کی زیر زنخدان چھڑی
رہی نرگس آسا کھڑی کی کھڑی

رہی کوئی اونگلی کو دانتون مین داب
کسی نی کہا گھر ہوا یہہ خراب

کسی نی دئی کہول سنبل سی بال
طمانچون سی جون گل کئی سرخ گال

نہ بن آئی کچھہ اونکو اسکی سوا
کہ کہتی یہہ احوال اب شہ سی جا

سنی شہ نی القصہ جب یہہ خبر
گرا خاک پر کہہ کی ہای پسر

کلیجہ پکڑ ماں تو بس رہ گئے
کلی کی طرح سے بکس رہ گئے

ہوا غم وہ یوسف پڑی دھوم دھوم
کیا خادمان محل نے ہجوم

کہا شہ نے وہاں کا مجھے دو پتا
عزیزو جہاں سے وہ یوسف گیا

گئیں لے وہ شہ کو لب بام پر
دکھایا کہ سوتا تھا یہاں سیمبر

یہیں تھی جگہ وہ جہاں سے گیا
کہا ہاے بیٹا تو یہاں سے گیا

میری نوجوانی میں کدھر جاؤں پیر
نظر تو نے مجھ پر نہ کی بے نظیر

عجب بحر غم میں ڈبویا مجھے
غرض جان سے تو نے کھویا مجھے

کروں اس قیامت کا کیا میں بیاں
تڑپتی میں ہر دم تھا شور و فغاں

لب بام کثرت جو یکسر ہوئی
تلے کی زمیں ساری اوپر ہوئی

شب آدھی وہ جسطرح سوتی کٹی
رہی تھی جو باقی وہ روتی کٹی

عجب طرح کی شب تھی ہیہات وہ
قیامت کا دن تھا نہ تھی رات وہ

سحر نے کیا جب گریباں چاک
اوڑانے لگی ملکی سب سر پہ خاک

اوٹھا شہر میں ہر طرف شور و غل
کہ غائب ہوا اس چمن سے وہ گل

غم و درد سے دل عجب کا بھرا
ہوا باغ سارا وہ ماتم سرا

گیا جبکہ وہ سرو اس باغ سے
نظر پھول آنے لگی داغ سے

اکڑ نا گئی سرو سب اپنا بھول
اوڑانے لگیں قمریاں سر پہ دھول

صدا اب جو کوسی اونہونکی سنی
تو کوکو سے اونکے جگر تک چھنی

ہوئی خشک اور زرد سارے نہال
ثمر تک کی پانوں ہوئی پایمال

ترانے سے بلبل کا جی ہٹ گیا
گلوں کا جگر درد سے پھٹ گیا

تبسم گیا حزن سے غنچہ بھول
ہوا غم سے ازبس لہو سے کی پھولا

اوڑا نور نرگس کی آنکھوں کا سب
ہوئی بال سنبل کی ماتم کی شب

لب جو کی اوڑنی لگی گرد گرد — گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد
لگی آگ لالہ کی دل کو تمام — دیا خاک مین مہیک عشرت کا جام
پڑا ماتم اوس باغ مین بسکہ سخت — ہوئی نخل ماتم تمامی درخت
گری غم سی انگور مدہوش ہو — پڑی ساری سالی سیہ پوش ہو
لگی تھی جو پتی درختون کی ساتھہ — وہ ہل ہل کی ملتی تھی آپس مین ہاتھہ
وہ لبریز جو نہر تھی جابجا — سو آنکھون کو وہ رہ گئی ڈبڈبا
اوچھلتی تھی فوّاری جو اوسکی وہان — گیا سب نکل اونکا تاب و توان
مژہ پر جو کچھہ اشک تھی جھڑ گئی — غرض روتی روتی گر سی پڑ گئی
ہوا حال چشمونکا یہانتک تباہ — کیا رخت پانی نی اپنا سیاہ
کہان وہ کوئین اور کدہر آبشار — کوئی دلمین روئی کوئی ڈاڑہ مار
نہ بگلونکا عالم نہ وہ قمر قری — نہ وہ آبجوئین نہ سبزی ہری
جہان رقص کرتی تھی طاؤس باغ — لگی بولنی اون منڈیرون پہ زاغ
سہانی وہ جہائین جو دلچسپ تہین — سو کیا ہو کہ اب دل لگی وہان کہین
منقش جہان تھی وہ رنگین مکان — ہوئی ہیبت وہ جون دیدۂ خون چکان
گلون کی طرح کہل رہی تھی جو دل — سو وہ سب خزان سی ہوئی مضمحل
خزان کا علم دل مین جو آ گڑا — جگر برگ گل کی طرح جھڑ پڑا
نہ غنچہ نہ گل نہ گلستان رہا — فقط دل مین ایک خار ہجران رہا
وزیرون نی دیکھا جو احوال شاہ — کہ ہوتی ہی اب اسکی حالت تباہ
کہا گو جدا سی گوارا نہین — ولیکن خدائی سی چارا نہین
نہین خوب اتنا تمہین اضطراب — نصیبون سی شاید ملی وہ شتاب
خدا جانی اب اسمین کیا بہید ہی — یہہ کہتی ہین جسبتان کو امید ہی

خدا کی خدائی تو معمور ہے — غرض اوسکی نزدیک کیا دور ہے

نہین ایک صورت پہ کوئی مدام — اوسیکی غرض ذات کو ہی قیام

کسیکو اوٹہا اور شہ کو بٹہا تخت پر — پہر نوع رہنی سے لگے تک دگر

لٹایا بہت باپ نی مال و زر — ولیکن نہ پائی کچہہ اوسکی خبر

داستان پرستان مین لیجانی کی

کبہی دیکہی کہوج اوسکا پتا — ذرا خضر رہ تو ہی ہو ساقیا

نہ پائی کہین جہان تو اوس گل کی بو — کرون اب پرستان مین جستجو

اوڑی جو پری وہان سی لیکر اوسی — اوتارا پرستان کی اندر اوسی

وہان ایک تہا سیر کا اوسکی باغ — کہ جسکی گلون سی ہو تازہ دماغ

ریاحین و گل اوسمین انواع کی — طلسمات گل اوسمین انواع کی

طلسمات کی ساری دیوار و در — نہ یہان کی سی کوٹہی نہ یہان کی سی گہر

مطلا منقش مشبک تمام — بہہ کیا ہو جو ہو دہوپ کا اوسمین نام

گری ہی چمن کی وہان اس لطافت سی دہوپ — کہ زردی کا جون زعفران سی ہو روپ

نہ آتش کا خطرہ نہ بارش کا ڈر — نہ سردی نہ گرمی کا اوسمین خطر

ہری اور بہری سب کلونسی مکان — جہان چاہئی جا کی رکہدین وہان

درخشندہ ہر سقف و الان سی — ہو دیوا جیسی چراغان سی

زمین وہان کی ساری جواہر نگار — اوڑین چمن اور ہو اوین بہار

کسی کو ہو جس چیز کا اشتیاق — نظر آئی وہ چیز بالای طاق

جواہر کی ذی روح وحش و طیور — خراماں پہرین صحن مین دور دور

پہرین ڈہنگ ساری وہ حیوان ہو — کرین رات کو کام انسان ہو

لگی ہر طرف گوہر شب چراغ — وہی ان کو گوہر وہی شب چراغ

بنائی ہوئی جا بجا ہم نہال — گل و غنچہ سب وہاں کی دورا چھال
صدا آپ سی آپ گھڑیال کی — کہیں ناچ کی اور کہیں تال کی
رہی وہاں کی مجروں کا جو در کھلا — تو دنیا کی باجوں کی آئی صدا
وگر بند کر دیجئی ایکبار — تو جون ارغنون راگ نکلیں ہزار
مکانوں میں مخمل کا فرش و فروش — بخط سلیمانی اونپر نقوش
طلسمات کی پردی اور چلونیں — ارادی پہ دل کی اوٹھیں اور گریں
جو اصیں پری زاد اوس میں تمام — پھریں گرد گرد اوس پری کی مدام
سر تخت بنگلا مرصع نگار — سراپا برنگ گہر آبدار
رکھا شاہزادی کا اوس میں پلنگ — کھلا حسن سی اوسکی بنگلی کا رنگ
قضا را کھلی آنکھ اوس گل کی جو — نظر آئی وہاں شہر کی اشیا لو
نہ وہ لوگ دیکھی نہ وہ اپنی جا — تعجب سی ایک ایک کو تاکتا
اچنبھی کا یہہ خواب دیکھا جو وہاں — لگا کہنی یا رب میں آیا کہاں
زبس تھا وہ لڑکا تو سہما سا کچھہ — ہوا کچھہ دلیر اور حیران بھی کچھہ
سرہانی جو دیکھی مہ چاردہ — کہی اجنبی سی وہ ایک رشک مہ
کہا کون ہی تو یہہ کسکا ہی گھر — لی آیا مجھی کون گھر سی ادہر
پھرا منہ کو اور لی اودھر سی نقاب — دیا اوس پری نی یہہ ہنسکر جواب
خدا جانی تو کون میں کون ہوں — مجھی بھی تعجب ہی میں کیا کہوں
پر اب تو تو مہمان ہی میری گھڑی — لی آئی ہی تجھکو قضا و قدر
یہہ گھر گو کہ میرا ہی تیرا نہیں — پر اب گھر یہہ تیرا ہی میرا نہیں
تیری عشق نی مجھکو شیدا کیا — تیرا غم میری دل میں پیدا کیا
پڑا کر ترا مجھہ سی شہرہ دوبار — یہہ بندی ہی لائی ہی تقصیروار

پری ہون مین اور یہہ پرستان ہے
یہان سب یہہ قوم پری جان ہے

کہان صورت جن کہان شکل انس
غرض تہی صحبت غیر جنس

پری کو ہوئی شادی اوس سے کو غم
یہ نا چار کیا کر سکی وہ ستم

کبہی یون بہی ہی گردش روزگار
کہ معشوق عاشق کی ہو اختیار

غرض دل کو جون تون لگا یا وہان
کہا اوسنی جو کچہہ کہا اوسکو یان

ولیکن نہ عقل و نہ ہوش و حواس
رہی وحشیون کی طرح وہ اوداس

کبہی اشک انکہون مین بہر لاے وہ
کبہی سانس لیکر کہی ہاے وہ

وہ محلونکی چہلین وہ گہر کا سمان
رہی روبرو دہیان مین ہر زمان

وہ شفقت جو مان باپ کی یاد آے
تو راتون کو رو رو کی دریا بہاے

کبہی اپنی تنہائی پر غم کری
کبہی اپنی اوپر دعا دم کرے

کری یاد جب اپنی ناز و نعم
فغان زیر لب وہ کری دمبدم

بہانہ سی دن رات سویا کری
نہ ہو جب کوئی تب وہ رویا کری

غرض اضطراب اوسکو ہر حال مین
کہ جون مرغ تڑپی نیا جال مین

غرض ماہ رخ اوس پری کا تہا نام
پر اوسنی کیا تہا یہہ پوشیدہ کام

کبہی گہر مین آتی کبہی رہتی وہان
کہ تا راز اوسکا نہ ہوئی عیان

وہ پریون مین از بسکہ تہی ذی شعور
نئی چیز لاتی تہی اوسکی حضور

عجائب غرائب پرستان کے
دکہاتی تہی ہر شب اوسی آن کے

نئی کہانی اور میوے اقسام کی
مہیا سب اسباب آرام کی

نئی رکشتیان روز پوشاک کی
خوشامد سدا جان غمناک کی

نئی سانگ وہانکی نئی راگ رنگ
کہ تا دل لگے اور نہ ہو جی بہ تنگ

شرابون کی شیشی چنی طاق مین
گزک وہ کہ نکلی نہ آفاق مین

شراب و کباب و چبار و نگار ‏ جوانی و مستی و بوس و کنار
نه تها اور کچهه غم تو اوسکو وہان ‏ بغیر از غم دوری دوستان
اوسی غم سی گهل گهل کی مرتا تها وه ‏ سدا شمع سان آه کرتا تها وه
پری وه جو تهی دل لگائی ہوئی ‏ وه بیٹهی تهی اوسکو اوڑائی ہوئی
وه تهی نازنین بهی بہت عقلمند ‏ نه کهلتی سی کچهه اسکی ہوتی تهی بند
کہا ایک دن اوسنی حسن نظیر ‏ میری دام مین تو ہوا ہی اسیر
تو ایک کام کر ایک پہر بهر کہین ‏ کیا کر تماشا ایک سیر روی زمین
تو ترک تک کی دل کو نکرائی بند ‏ نه پہنچی کہین تیری جی کو گزند
سر شام جاتی ہون مین باپ پاس ‏ اکیلا تو رہتا ہی اسجا اوداس
بهگهوڑا مین دیتی ہون کل کا تجهی ‏ ولیکن بهید دی تو کلکا مجهی
کر سیر شہر کی طرف جاؤ کہین ‏ و یا دل کسی سی لگاؤ کہین
تو پهر حال ہو جو گنہگار کا ‏ وہی حال ہو تجهسی دلدار کا
کہا کیونکہ مین تمکو جاؤنگا بهول ‏ مجهی جو کہا تمنی سب ہی قبول
کہا ماه رخ نی کہ تهی تیری بخت ‏ کہ بخشا تجهی مین سلیمان کا تخت
جو اوتری تو کل اسکی ہو ان جوڑیو ‏ جو بر عکس چاہی تو وہان موڑیو
زمین سی لگا اور تا آسمان ‏ جہان جا سو جا سو تو وہان

داستان گهوڑی کی تعریف مین

کہون کیا مین اوس اسپ کی خوبیان ‏ پرندون مین کب ہون یہه خوبیان
ذرا اسکل کو موڑی فلک سی ہوا ‏ جو کبهی شرر تو کبهی اوسی یاد یا
کہا وی نه بہیدی نه سوتی کبهی ‏ نه تا نی نه بیمار ہوتی کبهی
نه خشری نه گمری نه نشیب کو روه ‏ نه وه گهنه لنگ اڑنه منهه زور وه

نہ ٹڈو نکا نہ موترون کا خلل | نہ پیشانی اور پستانی کا بل
نہ ساین نہ ناگن نہ بہونری کا ڈر | ہر ایک عیب سی وہ غرض تہی حذر
یہہ گہوڑا جو اس کل کی تہا بخشش کا | فلک سیر تہا نام اوس رخش کا
سر شام وہ بی نظیر جہان | اوسی رخش پر ہو کی جلوہ کنان
ہر ایک طرف سی ہو گذرتا تہا وہ | وہیں ایک پہر سیر کرتا تہا وہ
پہر جب کہ بجتا تو پہرتا شتاب | کہ پہر پہر تہا نام وہ رخ کا عتاب

داستان وارد ہونی مین بی نظیر کی باغ مین بدر منیر کی

کدہر ہی تو اے ساقی شوخ رنگ | کہ آیا ہون مین بیٹہی بیٹہی تنگ
ملا مجہکو دارو کوئی تیز و تند | کہ ہو تا جلا تی میرا ذہن کند
نہیں ہی تو سن طبع کو پر لگا | مجہی یہان سی لعل فلک پر اوڑا
سنو ایکدن کی یہہ ہم تو اردات | اوٹہا سیر کو بی نظیر ایکرات
ہوا ناگہان اوسکا ایکجا گذر | نہ جانا سا ایک باغ آیا نظر
سفید ایک دیکہی عمارت بلند | کہ تہی نور مین چاندنی سی دو چند
وہ چہٹکی ہوئی چاندنی جابجا | وہ جاڑی کی آمد وہ ٹہنڈی ہوا
وہ دیکہا فلک اور وہ مہ کا ظہور | لگا شام سی صبح تک وقت نور
یہہ عالم جو دیکہا تو کوٹہی پہ آ | اوترا اپنی گہوڑی سی اور سر جہکا
لگا جہانکنی اوس مکان کی تئین | کہ دیکہون تو یہان کون سی مہ جبین
جو دیکہا تو ایسا کچہہ آیا نظر | کہ بس کہپ گیا اوسکی جی مین گذر
کہا جی سی اب تو جو کچہہ ہو سو ہو | ذرا چل کی اس سیر کو دیکہہ لو
یہہ کہکی اوترا وہ [illegible] وہ | نظر سی بچا کی ہوئی چہاؤن وہ
اک کہول ہاتہہ ملتی وہ ہانکی کیواڑ | چلا سایہ سا یہہ درختون کی آڑ

تھی ایک طرف گنجان باہم درخت — کہ لپٹی ہوں جس طرح مشتاق سخت
لگا وہاں سی چھپ چھپ کی کرنی نظر — درختوں سی جوں ماہ ہو جلوہ گر
جو دیکھی تو صحبت عجب ہی وہاں — عجب چاندنی ہی عجب ہی سماں
عجب صورتیں اور طرفہ محل — چلا دیکھتی ہی دل اوسکا نکل
ملی جنس کی اپنی جو اوسکو بو — لگا تکنی حیرت سی ہر ایک کو
نظر آئی وہاں چاندنی کی بہار — کہ آنکھوں نی سیکھی خیرگی اختیار
در و بام ایک لخت سارے سفید — ہر ایک طاق محراب صبح امید
مغرق زمین پر تمامی کا فرش — جھلک جسکی لی فرش سی تا بعرش
زمین کا طبق آسمان کا طبق — سنہری روپہلی ہوں جیسی ورق
بلوریں دھری ہر طرف سنگ فرش — کہ جس سی منور رہی رنگ فرش
گئی اوسکی عالم پہ جس دم نگاہ — اور آیا نظر اوسمیں ایک بارگاہ
طرح اوسکی ہر دل کی مانوس تھی — کہ گویا وہ شیشی میں فانوس تھی
کہیں دیکھہ اوسکی تئیں ہوشمند — پری کو کیا ہیگا شیشی میں بند
ہر ایک سمت وہاں نور کا ازدحام — لگی آئینی قد آدم تمام
لپٹی ہوئی بادلوں سی درخت — زمین و ہوا صاحب تاج و تخت
طبق وہ جو پڑ کی پاکیزہ نہر — پڑی چشمہ ماہ سی جسمیں لہر
لب نہر پر صاف جو غور سی — تو پٹری تھی وہ ایک بلور سی
پڑی اوسمیں فوارے چھٹتی ہوئی — ہوا بیچ موتی سی لٹتی ہوئی
مقرنس پڑا اوسمیں منقش جو — گرا ماہ وہاں رشک سی پڑ رہی ہو
لئی گود ستیش چھوٹی بڑی — ہر اکجا ستاری اوتر اوین کھڑی
غرض اپنی صورت سی تاروں کو توڑ — زمین کو فلک سا بنایا تھا جوڑ

ہواہین وہ جگنو سی چمکین بہم
ملین جلوۂ مہ کو زیر قدم

فقط چاندنی مین کہان طوبہہ
کہ طرہ نہ جب تک ملی اور یہہ

زمانہ زر افشان ہوا زرفشان
زمین سے لگا تا سما زرفشان

گل و غنچہ زرین و تاج خروس
زمین چمن سب جبین عروس

خرامان زری پوش ہر ماہ وش
کرین دیکہ کر مہر و مہ جنکو غش

کہڑا ایک نمگیرۂ زرنگار
کہ تہی جسکی جہالر پہ موتی نثار

جڑاؤ وہ استادی الماس کے
ڈہلی ایک سانچی کی اٹکل سے

کہین ڈوری ہر طرف زرتار کی
لڑی ہی جون کناری کی ہون ہار سے

کہون کیا مین جہالر کی اوسکی پہبن
کہ سورج کی ہو گرد جیسی کرن

مغرق بچہی مسند ایک جگمگے
کہ تہی چاندنی جسکی قدمون سے لگے

نہ پہولی سماتی تہی تکیۂ دہری
کہ تہی وہ فقط حسن ہی سی بہری

بلورین صراحی وہ جام بلور
دل و دیدہ وقف تماشای نور

زمین نور کی آسمان نور کا
جدہر دیکہو اودہر سمان نور کا

چمن سارے داؤدیون سے بہرے
جوانان خوشبو کی ہر جا پرے

ستارون کا مہتاب مین حال یون
کہ جون پانی مین پانی کے قطرے ہون

اگر کچہہ بہی سایہ ادہر نگاہ
تو تہی وہ بہی جون سایۂ مہر و ماہ

کرے ہی نگہ جس طرف کو گذر
بجز نور آتا نہین کچہہ نظر

کرون کون سے حسن کو انتخاب
ہر ایک آینہ مین وہی ماہتاب

نظر جس طرف جاے نزدیک و دور
اوسی ایک مہ کا ہی ہر جا ظہور

نکل اپنی وحدت سے کثرت مین آ
وہی نور ہی جلوہ گر جابجا

نئی رنگ سے ہر طرف ماہتاب
وہی ایک نکتہ کہ جسکی کتاب

حقیقت کی لیکن بصارت بہی ہو	کہ دیکھی نہ اوسکی سوا غیر کو

داستان تعریف بدر منیر اور عاشق ہونا بی نظیر کا

کلالی میری سامنی ساقیا	مہ چاردہ کو دیکھا کر پلا
کہ دیکھی جسی جسکی ہو دل کو بہرہ	نظر کام کر جای نزدیک و دور
کرون اوس مکان کی تمکین کا بیان	کہی بعد خاتم نگین کا بیان
وہ مسند جو تہی موج دریای حسن	وہان دیکھی ایک مسند آرای حسن
برس پندرہ ایک کا سن وسال	نہایت حسین اور صاحب جمال
دئی کہنی تکیہ پہ ایک نازسی	سر بہر بیٹہی تہی اندازسی
خواصین کہڑین اندہیر او دہرتمام	ستارون کا جون ماہ پر ازدحام
وہ بیٹہی تہی سیج دہیج بنائی ہو	دل اوس چاندنی پہ لگائی ہوئی
اودہر آسمان پر وہ رخشندہ مہ	ادہر یہہ زمین پر مہ چاردہ
پڑا عکس دونون کا جو نہر مین	لگی لوٹنی چاندنی لہر مین
نظر آئی اتنی جو ایک چاند	زمانی کی منہہ کو لگی چار چاند
عجب طرح کا حسن تہا جانفزا	کہ مہ روبرو جسکی تہا تہکتا
کرون اوسکی پوشاک کا کیا بیان	فقط ایک پیشواز آب روان
زبس موتیون کی تہی سنجاف کل	کہی تو وہ بیٹہی تہی موتی مین تل
اور ایک اوڑہنی جون ہوا یا حباب	جسی دیکہہ شبنم کو آوی حجاب
صباحت صفا اوسمین جہلکی پڑی	بڑی ہر سی کاندہی پہ ڈہلکی ہوئی
گریبان مین تکمہ ایک الماس کا	ستارہ سا مہتاب کی پاس کا
وہ کرتی وہ انگیا جو اہر نگار	نیا باغ اور ابتدا کی بہار
جہلک پائجامہ کی دامن سی یون	کہ روشن ہو فانوس مین شمع جون

صفائی یہ پوشاک کی دیکھیو
وہ ترکیب اور چاندسا وہ بدن
جڑاؤ وہ بالی کہ ہالہ کا رشک
وہ انکھون کی مستی وہ مژگانکی نوک
وہ موتی کا دولڑا وہ موتی کا ہار
لگا دُگدگی کی پچلڑا ستلڑا
جڑاؤ وہ ٹکتی وہ چنپاکلی
تلی اوسکی موتی لگے گرد گل
جہانگیریون کا کرون کیا بیان
جواہر سی مینی کی ہیکل جڑے
فقط موتیون کی پڑی پازیب
کسی کے کہان ہاتھ وہ پانون ائی
سراپا اگر ہو زبان میرا تن
سب اعضا بدن کی موافق درست
جہان راستی چاہیئی راستی
وہ مکھڑا جسی دیکھ مہ داغ کہائی
جو کچھ چاہیئی ٹھیک تا سک سی انگ
کچھ ایک تمکنت اور کچھ ایک بانکپن
کرشمہ ادا غمزہ ہر آن مین
تغافل حیا ناز شوخی غرور
تبسم تکلم ترحم ستم

نظر سوچ مین ہی کہ پسلی نہ ہو
وہ بازو وہ ڈہلکی ہوئی نورتن
وہ موتی کی بالی کہ عاشق کا اشک
کرن ہو لگی اور بالی کی جھوک
سدا اشک عمدہ جسمین نثار
سراسر لگی حسن اوسکی پڑا
رہی جیسی الماس کو سنگلی
کہ جون شبنم آلودہ ہو برگ گل
کہ اوٹھتی ہاتھون سی جسکی فغان
کمر اور کولی سی نیچی پڑے
کہ جسکی قدم سی گھٹا پازیب
جواہر جہان پانون پڑکی جاتی
سراپا مین اوسکی کرون کیا سخن
ہر ایک کام مین اپنی چالاک و چست
لگی جسجگہہ چاہئی وہان بجی
وہ نقشہ کہ تصویر کو حیرت ائی
نزاکت بہرا سیوتی کا سا رنگ
غرض ہر طرح مین انوکھی پھبن
غرض دلبری اوسکی فرمان بین
ہر ایک اپنی موقع سی وقت ضرور
موافق ہر ایک حوصلہ کی کرم

وہ ابرو کہ محرابِ ایوانِ حسن — جھکی شاخِ نخلِ گلستانِ حسن
نگہ آفت و چشم عینِ بلا — مژہ دین صفوں کو اولٹ برلا
درِ گوش جب اوسکا تابندہ ہو — صدف کا دل صاف شرمندہ ہو
وہ بینی کہ جسکی نہین کچھ نظیر — ہی انگشتِ قدرت کی سیدھی لکیر
وہ رخسار نازک کہ ہو جاے لال — اگر اوسپہ بوسہ کا گذرے خیال
نہین رطب و یابس کا یہان کچھ حساب — بیاضِ گلو سبکی سب انتخاب
وہ ساعد وہ بازو وہ بہرے گول گول — برابر ہوا الماس کی جسکا مول
وہ دست حنا بستہ خوبی کا باب — شفق مین ہو جون پنجۂ آفتاب
زبس مثلِ آئینہ تہا اوسکا تن — کہی تو کہ تہی ناف عکسِ دہن
کمر کو کہون کیونکہ ہین اوسکی ہیچ — نہ آوے نظر تو ہی قسمت کا پیچ
وہ زانو کہ آجاے گر اوسپہ ہاتھ — رہی عمر بہر ہاتھہ زانو کی ساتھ
وہ ساقِ بلورین وہ انداز پا — پہرے ہر سحر چشم دل مین سدا
قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام — قیامت کرے جسکو جہک کر سلام
وہ اٹہکہیلان ادا اوسکی وہ چال — کہ دل جس سے عالم کا ہو پائمال
نہ کبک کیسی ہی گو چال لاے — کہان سرو رفتار کو اوسکی پاے
الگ چال اوسکی کوئی کیا چلے — یہ انداز سب اوسکی پاؤن تلے
عجب پشتِ پا صافِ انگشتِ پا — کفِ پا دکہاوے سرِ پشتِ پا
مغرق جواہر سے اک جفت کفش — نہ وہ صنعت پا بلکہ پا صنعت کفش
یہ قدرت کا دیکہا جو اوسنے جمال — کہا شاہزادے نے یا ذوالجلال
درختون سے وہ دیکہتا تہا نہان — کسی کی نظر جا پڑے تا کہان
جو دیکہین تو ہے اک جوانِ حسین — درختون کی ٹہنی اوٹہا دیکہین

یہہ چرچا جو پہیلا تو لب پر ہوا
یہہ سن ایک سی ایک وہان سب چلی
جو دیکھین تو شعلہ سا روشن ہی کچہہ
کسی نی کہا کچہہ نہ کچہہ ہی بلا
کسی نی کہا ہی پری یا کہ جن
لگی کہنی یا تہا کوئی اپنا کوٹ
ہوئی صبح شب کا گیا اوٹھہ حجاب
کسی نی کہا دیکہو اہی ہوا
کسی نی کہا یہہ تو دلدار ہے
یہہ آپس مین باتین جو ہونی لگین
گئی بات یہہ شاہزادی کی گوش
کہا مین تو دیکہون یہہ کہہ کر اوٹھی
خواصون کی کاندہی پہ دہر اپنا ہاتہہ
کچہہ ایک خوف سی ہول کہاتی ہوئی
گئی ہمدمین تہین جو کچہہ ٹہین
گئی جب وہ کر کی دل اپنا کرخت
جو دیکھین تو ہی ایک جوان حسین
سرکتی کی وہان سی نہ جا کچہہ ٹہرا تو
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
نئی پشت لب سی مسون کی نمود
گلی مین پڑا ہی یہہ شبنم کا ایک

ہر ایک حال سی اوسکی باہر ہوا
پہرین برگ گل کی طرح غنچہ لب
درختون کا روشن ہوا آنگن سب کچہہ
کسی نی کہا چاند ہی یہان چہپا
کسی نی کہا ہی قیامت کا دن
ستارہ پڑا ہی فلک پر سی ٹوٹ
درختون مین نکلا ہی یہہ آفتاب
کہڑا ہی کوئی صاف یہہ مردوا
کسی نی کہا کچہہ یہہ اسرار ہے
اشارون سی کہنا تہین جو ہونی لگین
یہہ سنتی ہی جاتا رہا اوسکا ہوش
گیا سنسناجی تو رہ کر اوٹھی
عجب ایک ادا سی چلی سنبہالا ہتہہ
دھڑکا اپنی دل کے مٹاتی ہوئی
دعائین وہ پڑہ پڑہ کی آگی بڑہین
وہان جسجگہہ تہی وہ باہم درخت
کہڑا ہی وہ آئینہ سا مہ جبین
دی حیرت عشق نی گاڑ پا تو
مرادون کی راتین جوانی کی دن
جسی دیکہہ نہ پہیلا ہو چرخ کبود
بدن سی عیان نور عالم کا ایک

تمامی کی سجاوٹ جلوہ کناں | کہ جوں عکس مہ زیر آب رواں
طرح دار ایک سر پہ بیٹھا سجا | تمامی کا پٹکا کمر سے بندھا
عجب پیچ سے تیغ بیٹھی تھی مل | کہ ہر پیچ پر پیچ کھاتا تھا دل
جواہر کا تکمہ کلی میں لگا | ستارہ ہو جوں صبح کا جگمگا
وہ موتی کا لٹکن زمرد کی چڑ | ٹلک جس کی زیبندہ دستار پر
وہ گورا بدن صاف ترکیب دار | بھری ڈنڈ پر نورتن کی بہار
ایک الماس کی ہاتھ انگشتری | سراسر حنا دست و پا میں لگے
عیاں حسن و جوبن کی گات سے | نمود جوانی ہر ایک بات سے
بدن آئینہ سا دمکتا ہوا | گل باغ خوبی لہکتا ہوا
اگر زلف کی اوس کا کل کا بل | جوانی سے شب کا سماں بر محل
قیافے سے ظاہر سراپا شعور | جبیں پر برستا شجاعت کا نور
دل عشق کی تیغ کھائی ہوئی | کھڑا دل کسی پہ لگائی ہوئی
یہ عالم جو دیکھا تو غش کر گئیں | وہ جتنی کہ آئی تھیں سب مر گئیں
شتابی سے جا کر کہا واں کا حال | کہ ای شاہزادی صاحب جمال
عجب سیر ہی سیر مہتاب میں | یہ عالم تو دیکھا نہیں خواب میں
کہی سے ہماری نہ مانوگی تم | جو دیکھو گی آنکھوں تو جانو گی تم
اٹھا پاہی گلگون کو جلد ای نگار | سجائی کہیں ہاتھ سے یہ بہار
نہیں اور کچھ تم نہ کیجیو ہراس | چلی آؤ ٹک ان درختوں کی پاس
گئی اوس جگہ جب یہ بدر منیر | ادھر اوس نے جو دیکھا شہ بے نظیر
گئی دیکھتے ہی سب آپس میں مل | نظر سے نظر جی سے جی دل سے دل
غرض بے نظیر اور بدر منیر | گئے دونوں آپس میں ہو کر اسیر

رہی کچھ نہ تن من کی سدھ بدھ اوسے / نہ کچھ اپنی تنکی رہی سدھ اوسے
تھی ہمراہ ایک اوسکی دخت وزیر / نہایت حسین اور قیامت شریر
زبس تھی ستارہ سی وہ دلربا / اوسے لوگ کہتی تھی نجم النسا
شتابی سی لا اوسنی جہرکا گلاب / تب آئی تنون مین ذرا اونکی تاب
وہ اوٹھتی تو اوٹھی یہ حیران سے / گل شبنم آلودہ گریان سے
وہ شہزادہ دل شدہ تو ٹھٹھک / وہین رہگیا نقش پا سا بھٹک
کہ وہ نازنین کچھ جھجک منہ چھپا / کمر اور چوٹی کا عالم دکھا
چلی اوسکی آگی سی منہ موڑ کر / وہ وہین نیم بسمل اوسی چھوڑ کر
وہ گدی وہ شانی وہ پشت و کمر / وہ چوٹی کا کولی پہ آنا نظر

داستان زلف اور چوٹی کی تعریف مین

بلا سا قیامت غضب سانپ تو / کہی مجھکو درپیش تعریف ہو
سیہ شام سی بھی سیاہ تر اب / کہ مستی مین دیکھون رخ آفتاب
کرون اوسکی بالون کا کیا مین بیان / نہ دیکھا کسی رات مین یہ سمان
وہ زلفین کہ دل جسمین اولجھا رہے / اولجھتی سے جی جنکی سلجھا رہے
وہ کنگھی وہ چوٹی کہی صاف صاف / کناری کا پیچھی چمکتا ہو باف
کہون اوسکی خوبی کا کیا رنگ ڈھنگ / کہ جون آخری شب ہو جھلکی کا رنگ
نمایان تھی یون اوڑھنی سی جھمک / کہ جون ابر مین برق کی ہو چمک
ہو بافت زری کی کیا ہی غضب / دبا ہی کرہ دن کو دنبال شب
سنگار و نمین وہ سب سی کو ہی اوتار / یہ کہتی مین چوٹی کا اوسکو سنگار
ہو کیونکہ چوٹی کا رتبہ بڑا / کہ ایک نور ہی اوسکی پیچھی پڑا
گل و سنبل اوسپر سی قربان ہے / کہ اوسکی لٹک مین عجب آن ہی

لڑی تھی زبس سحر سی اوسکی ساتھہ
شب و روز کو دی کہا اوسنی گانٹھہ
ولی ہاتھہ آتا ہی اوسکا کٹھن
کہی فی الحقیقت وہ کالی کا من
او لٹ کر نہ دیکھی اوسی ہوشیار
کہ وہ ایک ستارہ ہی دنبالہ دار
وہ پٹھہ اوسکی شفاف آئینہ نشان
تس اوپر وہ چوٹی کا پڑنا وہان
کہون اوسکی عالم کا کیا ماجرا
کہ جون ہووی دریا پہ کالی گھٹا
بھری تھی دلونسی زبس اوسکی مانگ
بہت دل لئی اوسنی کنگھی نی مانگ
دل عاشق اوس سر سی قربان ہی
کہ مشاطہ کا سر پر احسان ہی
کشاکش مین تھا ورنہ جینا تو ہیچ
بھلی کو رکھا اوسنی ڈھیلا ہی پیچ
غرض حسن کا اوسکی ہی بیتہہ بہند
جو چاہی کری وہ سیاہ و سفید
کری سرخ جو کوئی اوسمین مباف
کری خون دل اپنا اوسکو معاف
کیا قتل گو اوسنی دلکو تو کیا
شفق کا نہین شام پر خون بہا
کہان تک کہون اوسکی چوٹی کی بات
کہ تھوڑا ہی سانگ اور بڑی ہی رات
دیا شعر کو گرچہ ہر بار طول
ولیکن یہہ ہو عرض میری قبول
بہت ہو سکا فی جو کی مین بیان
گھٹانی کی جا کہہ نہ تھی درمیان
تس اوپر جو ہو رہی نہ بیٹھی مثال
ہوئی ہی میری فکر مجبور و لال
اب اس پیچ سی باہر آتا ہون مین
یہان ایک تازہ سناتا ہون مین
غرض وہ مڑی جب دکھا اپنی بال
تو گویا کہ مارا محبت کا جال
ادائین سب اپنی دکھاتی چلے
چھپا منہہ کو اور مسکراتی چلی
غضب منہہ نہ ظاہر ولی دل مین جا
یہان آہ آہ اور عیان واہ واہ
کہ تہی کون کم بخت آیا یہان
مین اب چھوڑ گھر اپنا جاؤن کہان
یہہ کہتی ہوئی آن کی آن مین
چھپی جا کے اندر وہ دالان مین

دیا ہاتھ سے چھوٹ پردہ شتاب — چھپا ابر تاریک مین آفتاب
کہ اتنے مین آئی وہ دخت وزیر — لگی ہنس کے کہنے کہ بدر منیر
مجھے جو چلی تو خوش آتی نہین — تیری تازہ جیا یہہ بہاتی نہین
میری طرف ٹک دیکھہ تو ہاے ہاے — مثل ہی کہ تن بہا ہی تندہ بلاے
کیا ہی اگر تونی گہایل وسے — تو مت چھوڑ اب نیم بسمل اوسے
ٹک ایک حظ اوٹھا زندگانی کا تو — مزا دیکھہ اپنی جوانی کا تو
می عیش کا جام اب نوش کر — غم دین و دنیا فراموش کر
یہہ حسن و جوانی یہہ جوش و خروش — غفورست ایزد تو ساغر بنوش
کہان یہہ جوانی کہان یہہ بہار — یہہ جوبن کا عالم رہی یادگار
سدا عیش دوران دکہاتا نہین — گیا وقت پھر ہاتھہ آتا نہین
سبھی یون تو دنیا کی ہین کاروبار — ولی حاصل عمر ہی وصل یار
خوشا وہ زمانہ کہ دو ایک جگہ — کرین یک دگر جلوۂ مہر و مہ
کہان چاہ والی مین یوسف عزیز — اری باولی چاہ مین کر تمیز
تیری گھر مین آیا ہی مہمان غریب — یہہ ہی وارادات غریب و عجیب
شتابی سے مجلس کو طیار کر — تو اس گل سے پھر رشک گلزار کر
بلا ساقیان گل اندام کو — لگا ہاتھ گردش مین لا جام کو
شب و روز پی مل کی جام شراب — مہ و مہر کو رشک سی کر کباب
یہہ سن کی وہ نازنین مسکرا — لگی کہنے اچھا بہلا ری بہلا
مین سمجھی تیرا دل گیا ہی ادھر — بہا لی تو کرتی ہی کیون مجھہ سی در
لگی کہنے ہنس ہنس کی وہ ماہ وش — ہوئی تہی اوسے دیکھہ مین آپ غش
تہی نی تو چھڑکا تہا مجھہ پر گلاب — بہلا میری خاطر بلا لو شتاب

بہم آپس میں رمزوں کی باتیں ہوئیں اشاروں کی باہم جو گھاتیں ہوئیں
ملا لائی صبا اپس جوان کی تئیں کیا میزبان میہمان کی تئیں
ملا ایک مکان میں بٹھایا اوسی محل کا سمان سب دکھایا اوسے
پھر اوس نازنین کی پکڑ اوسکا ہاتھ بٹھایا یہی لا آخر اوس گل کی ساتھ

ملاقات کرنا بدر منیر کا بی نظیر سے

ملا اسا قیا مجسکو صہبائی عیش ملی ہی نصیبوں سی یہاں جای عیش
بہم ملکی بیٹھے ہیں دو رشک مہ قران مہ و مہر ہی اس جگہ
ہر ایک بیچ رشک گلستان ہی آج بہار وصال عزیزان ہی آج
بزور اوسکو لا کر بٹھایا جو وہان پنوچھ اوس گھڑی کی ادا کا بیان
وہ بیٹھی عجب ایک انداز سی بدن کو چرائی ہوئی ناز سی
منہ آنچل سی اپنا چھپائی ہوئی لجائی ہوئی شرم کہائی ہوئی
پسینا پسینا ہوا سب بدن کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن
گھڑی دو تلک وہ مہ و آفتاب رہی شرم سی پای بند حجاب
اوٹھونکی ترکی بیٹھنی سی خفا ہوی دل میں اپنی وہ نجم النسا
گلابی کو لا اوسکی آگی دھرا پیالی کو پھر جلد اوسنی بھرا
کہا شاہزادی کو بیٹھی ہی کیا یہ پیالہ تو اس مست کی منہ سی لگا
ذرا میری خاطر سی ہنس بول تو لب لعل شیرین کو ٹک کھول تو
یہی صدقی تری تجھکو میری قسم کئی ساغر اوسکو پلا دم بدم
یہ دیکھ اوسکی منت پیالہ اوٹھا اودھر سی پھرا منہ کو اور مسکرا
کہا بادہ نوشی سی مجھکو ذوق پئی وہ پیالہ نہین اوسکا شوق
کہا شاہزادہ نی ہنسکر کی یون پیون میں کسیکے نہوری سی کیون

غرض ہو گئی آپس مین راز و نیاز / ہئی دو پیالی بصد امتیاز
پھر آخر کو شہزادہ نی بھی اوٹھا / دیا ساغر اوس مہ کی مُنہ سی لگا
جب آپس مین چلنی لگی جام مل / مُندی غنچہ سان دل کہلی مثل گل
ہوئی یکدگر پھر تو تفتیش حال / لگی ہو نی آپس مین قال و مقال
کہلا بند جب دم در گفتگو / جوان نی حقیقت کہی مو بمو
کہی ابتدا سی جو گذری تہی سب / جتایا سب اپنا حسب اور نسب
پری کا بھی احوال ظاہر کیا / چہپی راز سی اوسکو ماہر کیا
کہا ایک سیر کی ہی رخصت مجہی / زیادہ نہین اس سی فرصت مجہی
یہہ سُن دل ہی دل پیچ کہا پیچ و تاب / دیا شاہزادی نی اوسکو جواب
مرو تم پری پر وہ تم پر مری / بس اب تم ذرا مجہسی بیٹہو پری
مین اس طرحکا دل لگاتی نہین / یہ شرکت تو بندی کو بہاتی نہین
عبث تمسی کیون دل لگاوی کوئی / بہلی جنگی دل کو جلاوی کوئی
بہی شمع سان کیون کوئی اشک سے / جلی کس لئی آتش رشک سی
یہہ سن پاؤن پر گر پڑا بی نظیر / کہا کیا کرون آہ بدر منیر
کوئی لاکہہ جی سی ہو مجہپر فدا / مین تجہپر فدا ہون مجہی اوس سی کیا
کہا چل سر اپنا قدم پر نہ دہر / کسیکی مجہی دل سی کیا ہی خبر
بہم رمز و کنایہ جو ہونی لگے / تو آپس مین ہنس ہنس کی رونی لگے
رہی دل ہی مین آخرش دل کی بات / پہر بہر گئی اتنی عرصہ مین رات
خبر رات کی سن اوٹہا بی نظیر / کہا اب مین جاتا ہون بدر منیر
اگر قید سی چہوٹنی پاؤن گا / تو پہر آج کی وقت کل آؤنگا
یہہ سب سمجہو سونا مین آرام مین / کرون کیا پہنسا ہون عجب دام مین

دل اس جلسی اوٹھنی کو کرتا نہین / کوئی آپ سی جان مرتا نہین
گرم مجہر کہیو ذرا اسیر جان / مین دل چھوڑی جاتا ہون اپنا یہان
یہہ کہہ اوس طرف وہ روانہ ہوا / دل اسطرف اسکا دوانہ ہوا
گیا اپنی معمول سی بی نظیر / ادہر کا ہوا قیدی اودہر اسیر
پری ساتہہ کاٹی وہ جون تون کی رات / اوٹھا صبح ملتا ہوا اپنی ہات
سمان شب کا آنکہون مین چہایا ہوا / مزا دل مین سارا سمایا ہوا
اوٹھی جو کوئی وصل کا دیکھہ خواب / نہ ہو وصل اور دل کو ہو اضطراب
نئی بات کا لطف پایا غضب / وہ پہلی پہیل دل لگانا غضب
قلق دل پہ یعنی کٹی روز کب / ملی جیسی شمع شب افروز کب
محبت مین زلف سیہ فام کے / لگا دیکھنی راہ پہر شام کے
وہ دن ہجر کا اوس پہ شامت ہوا / اوسی کاٹنا رات قیامت ہوا
ادہر کا تو احوال تہا اس طرح / کہا مینی کر مختصر جس طرح
ذرا اب سنو تم ادہر کا بیان / ہوا طرف ثانی کا کیا حال وہان
وہ شب اوسکو اندوہ غم مین کٹی / گہڑی جو کٹی سو الم مین کٹی
رہی صورت آنکہون مین جو یار کے / ہوئی یاد مین صبح رخسار کے
کچہہ امید دل مین کچہہ ایک جی کو یاس / لبون پر ہنسی لیک چہرہ اوداس
لگا اوسکو باتون مین نجم النسا / لگی کہنی جی چاہتا ہی میرا
کہ تو آج کر خوب اپنا سنگار / مجہی حسن کی اپنی دکہلا بہار
لگی کہنی چل رہی دوانی نہ ہو / کوئی چیز اپنی بیگانی نہ ہو
کرون کس کیلئے خاطر مین اپنا سنگار / وہ ہی کون جسکو دکہاؤن بہار
غرض شاہزادی بہت دور تہی / یہہ شکل اوسکو پہلی ہی منظور تہی

نہا دہو کی اوس روز ایسی بنی   کہ دو دن کی صبح بہو جیسی بنی
وہ کنگہی کا عالم وہ کنگہی کا رنگ   شب ماہ ہو دیکہہ کر جسکو دنگ
وہ مسّی اور اوسکی لب لعل فام   سواد دیار بدخشان کی شام
وہ آنکہون کا عالم وہ کاجل غضب   کہی تو پری زنگستان مین شب
ستم پشت پر سہرہ سکی تحریر ہے   کہچی ہاتہہ کافر کی شمشیر ہے
لکہوٹا وہ پانون کا مسی کی تہہ   کہ جون دامن شب شفق کی ہو تہہ
وہ پشواز ایک ڈانک کی جگمگے   ستارون کی تہی انگہہ جسپر لگے
اور ایک اوڑہنی جالی مقیش کے   پڑی چاندنی جیسے ہو عرش کے
جو دیکہی وہ انگیا جواہر نگار   فرشتہ نہ لی ہاتہہ سی اختیار
وہ باریک کہدی ستان ہوا   عیان ہو مو جس سے تن کی صفا
ڈلک سرخ نیفی کی اوسہری ہوئے   گلابی کسی لہر ایک ندی ہوئے
مغرق زری کا وہ شلوار بند   ثریا سی تابندگی مین دو چند
پڑی پانون مین کفش زرین نگار   ستارون کی جسکی زمین پر بہار
لگا پاسی وہ نازنین تا بفرق   سراپا جواہر کی دریا مین غرق
گٹہی ہوئی وہ ترکیب اور وہ بدن   وہ پوشاک وہ نور کی اوسپر پہبن
وہ جیب تختی اوسکی نزاکت نژاد   چمن زار قدرت مین نخل مراد
بہری مانگ موتی سی جلوہ کنان   نمایان شب تیرہ مین کہکشان
وہ ماتہی پہ ٹیکی کی اوسکی جہلک   سحر چاند تارونکی جیسی چمک
ہوس ہو نہ دیکہہ اوسکی زیور کو پہر   کہی تو کہ لٹکا تہا سب اوسکی سر
وہ بالی کی تابندگی زیر گوش   جسی دیکہہ اوڑ جائین بجلی کی ہوش
وہ ہنسری کا تکمہ بصد آب و تاب   وہ صبح گلو مطلع آفتاب

وہ انگیا جو ضیا کلی کی پہن
وہ جھب تی جو الماس کی ڈکمکی
وہ موتی جسکے مالی لٹکتی ہوئی
وہ الماس کی ہیکل اک جو شہا
وہ بجھبند بازو کی اور نورتن
وہ پہنچی زمرد کی اور دستبند
وہ لعلون کی پازیب اور وزہ
وہ مینی جسکے پاؤن مین چھلی تہی گل
وہ چمپا بون کی تو پشاک پیشک چمن
زمین سی معطر ہوا تا فلک
کیا اسطرح سی جب اوسنی سنگار
فلک تک گئی جسکی اوسکی دھوم
جو اصون نی گھر کو دیا انتظام
بچھا فرش اور کر چھپر کہٹ کو صاف
وہ پرتکش جو دستی جو آفاق مین
ولایت کی میوی وہیں ہر طرف
دہری گل لکھی خاص ایوان مین
دہری کیاریان ایکطرف بیشمار
اجار و مربی دہری نا شمار
چھپر کہٹ کی پاس اک مسند بچھا
پلنگ پر بنا اور رکہہ پاندان

کہ سورج کی آگی ہو جیسی کرن
رہی آنکھ سورج کی جس پر جھپکی
رہین دل جہان اسپر اٹکی ہوئی
تصور رہی جس کا دل سی لگا
کہ جون گل سی ہو شاخ زیب چمن
نزاکت مین تہی شاخ گل سی وو چند
سدا اشک خون ہو جسپر نثار
کہ آنکھون سی دل او نہ کہاتی تہی گل
وہ ڈوبا ہوا عطر مین اوسکا تن
زمانہ گیا اوسکی بو سی مہک
ہوئی جھرمرا اوسکی منہ پر نثار
لیا ہاتھہ مشاطہ نی اپنا چوم
تمامی کے پردی لگاسی تمام
مرصع کا اوسپر اوڑھا کر غلاف
نہ نگلین سو لاکر جنی طاق مین
کہ لیجا دی بو اونکی گل پر شرف
ہوا ہوئے گرے عطر دالان مین
چنی ایکطرف ڈالیون کی قطار
وہ پاہر کے دالان مین جابجا
اور اوسپر تمامی کی تکیے لگا
قرینی سی اوسمین رکھی ہار پان

کہیں عطر دان مرصع دہرے ۔ انوکہی گہڑت کی سبکی جو گہڑی
سرہانی مجلد دہری ایک کتاب ۔ ظہوری نظیری کا کل انتخاب
دہری ایک بیاض اور رشک چمن ۔ بہرا از شعر سودا و میر حسن
قلمدان بہی ایک نزاکت بہرا ۔ قرینی سے زیر چہپر کہٹ دہرا
دہرا ایک طرف گنجفہ خوش قماش ۔ دہری جو بڑا ایک طرف کو غم تراش
بچہی ایک چوکی بڑا تورہ پوش ۔ کرین دیکہہ کر غش جسی بادہ نوش
صراحی و ساغر شراب و کباب ۔ دہرا اوسے ساقی نی کر انتخاب
دلی اوسکو رکہا چہپا سی ہوئی ۔ کہ چہوٹی نہین منہ لگائی ہوئی
کہا خاصہ برنکو خبردار کر ۔ کہ رکہیو تو خاصہ کو تیار کر
یہہ سب کچہہ ہوا جب کہ آراستہ ۔ خرامان ہوئی سرو نوخاستہ
سر شام لی ہاتہہ مین ایک چہڑی ۔ ولیکن چہڑی وہ کہ جگنون جڑی
روش پر لگی پہرنی اِدہر اودہر ۔ کہ چہپ جای سورج اوسی دیکہکر

داستان بی نظیر کے آنی کی اور باہم صحبت کرنی

بلا مجلس سازی شراب وصال ۔ کہ اب ہجر سے تنگ ہی میرا حال
تڑپتا تہا اودہر جو وہ بی نظیر ۔ ہوئی شام بارے تو چہوٹا اسیر
پر اوسنی بہی اتنا تکلف کیا ۔ کہ اکدن مین جوڑی کو دہانی رنگا
تمامی کی سنجاب سی کر درست ۔ بنا خلد جلد اور بہت تنگ و چست
بہن لعل و یاقوت کی نورتن ۔ وہ گل اسطرح ہوئی رشک چمن
فلک سیر پر ہو شتابی سوار ۔ ہوا آسمان پر ہوا ایک بار
یکایک جو وارد ہوا اوس جگہ ۔ کہ جیسا خرامان تہی وہ رشک مہ
نظر نازنین کی جو اوس پر پڑی ۔ ہوئی جا درختون کی اوجہل کہڑی
کیا چہپ کی عالم جو اوسکی جو دہیان ۔ تو دیکہا عجب رنگ سی وہ جوان

کہ دیا ہی جوڑا گلی مین پڑا
ہی تو کہ شب چاند کی آن سے
وہ حسن اور پوشاک اور وہ شباب
سما دیکھہ اوس شعلۂ سبز کا
خواصین جو تہین دم بخود جانکر
کہ اب کس طرف اِن کو لیجائیے
کہا وہ جو آراستہ ہی مکان
کہی کے بموجب اوڑہا کر نقاب
وہ بیٹہا جو خلوت مین آ بی نظیر
اوسی دیکہہ سنی تو پہر غش کیا
ز بس حوصلہ ان جو تنگی سے کیے
پکڑ ہاتہہ مسند پہ کہنچا اوسے
لگی کہنی ہی ہی میرا چھوڑ ہاتہہ
کہا ہای پیاری جلایا ہی مجہے
ارے ظالم اک دم تو تو بیٹہہ جا
تڑپتا ہی کب سے پڑا میرا دل
غرض آخرش بعد راز و نیاز
ہوا پہر تو صہبا ہی گلگون کا دور
ہوئی جب وہ بدمست دو ماہرو
کہ دستی جو نرگس کے تہی وہان ہزار
خواصین جو تہین روبرو بت گئین

چھپا ابر کی مین چاند سا سی کہرا
نکالا ہی منہہ کہیت سی دہان کے
زمردین جون جلوۂ آفتاب
ہوئی اور جلنی لگے اوسکو ہوا
کہا ایک ہمراز نے آن کر
جہان حکم ہو جا کی ٹہہلائیے
ادہر سی تو وون سو کی لیجا وہان
چھپا اوسکو وہان لا بٹہا یا شتاب
اور ادہر سی آئی جو بدر منیر
لباس اور زیور سی عش عش کیا
حیا عشق کی خانہ جنگی سی کے
محبت کی رشتہ سی اینچا اوسے
پہہ گرمی ہی جس سی رہی اوسکی ساتہہ
مگر کہا ہی نے تیری ستایا مجہے
ذرا میری پہلو سی تکیہ لگا
ذرا کہول آغوش اور مجہسی مل
وہ مسند پہ بیٹہی بصد امتیاز
ہوئی اور ہی اور کچہہ وہان کی طور
لگی اون مین ہونی عجب گفتگو
لگی ڈہانپنی آنکہہ بی اختیار
بہانہ سی ہر کام کی ہٹ گئین

غرض رفتہ رفتہ وہ مدہوش ہو
چھپرکھٹ میں لیٹی ہم آغوش ہو

لیا کھینچ انہوں نے جو پردہ شتاب
چھپی ایک جا دو مہ و آفتاب

لگی ہونے بے پردہ جو چھیڑ چھاڑ
دیے حسن کے کھل گئی دو کیواڑ

لگی بننے باہم شراب وصال
ہوئی نخل امید سے وہ نہال

لبوں سے ملی لب دہن سے دہن
دلوں سے ملے دل بدن سے بدن

لگی آنکھ سے آنکھ خوشحال ہو
گئیں حسرتیں دل سے پامال ہو

لگا جا کے چھاتی جو چھاتی کے ساتھ
چلی ناز و غمزہ کی آپس میں ہاتھ

کسے گئے جو چولی انگی سے چل
نکسی کے گئی چین ساری نکل

غم و درد دامن کشیدہ ہوئی
وہ گل نارسیدہ رسیدہ ہوئی

اٹھی پی کے باہم شراب امید
کوئی سرخ رو اور کوئی روسفید

چھپرکھٹ سے باہر رکھا اپنی قدم
نکل آئی پہر بے محبت کا دم

نشہ سے وہ لذت کی بیہوش ہو
گئی بیٹھ مسند پہ خاموش ہو

عرق میں ادہر غرق وہ مہ جبین
گئی آنکھیں نیچی اودہر نازنین

بہ بیٹھی تھی خوش ہو کے باہم ادہر
کراتی میں اوڈہر سے باجا پہر

پہر گئی وہ بجتی اوٹھا بی نظیر
ہوئی غم کی تصویر بدر منیر

نہ بولی نہ کی بات نہ کچھ کہا
نہ دیکھا اودہر آنکھ اپنی اوٹھا

کہا مجھ سے پیاری نہ بیزار ہو
پہر آونگا بولی کہ مختار ہو

خفا اوس کی ہونی سے وہ نوجوان
گیا تو دلی منہ پہ آنسو رواں

ہوئی دل جو دونوں کی آپس میں بند
لگی تھر سے دل پہ آنے گزند

بندہا پہر تو معمول اوسکا مدام
کہ ہر روز آنا ادہر وقت شام

پہر رات تک ہنسنا اور بولنا
دیے حسن اور عشق کو کھولنا

کبھی جس سے اوسکو ہونا ملول کبھی اسکے وصل مین بیٹھنا پھول پھول

خبر پانا ماہرخ کا زبانی دیو کی عشق سے بے نظیر اور بدر منیر سے اور قید کرنا بے نظیر کو

پلا جلد ساقی مجھے بھر کے جام کہ ہے چرخ بھی درپئے انتقام
یہہ دو دل کو کب چین تھا ہا نہین کسیکا اسے وصل بہاتا نہین
یہہ ہے دشمن وصل و دلسوز ہجر کرے ہے شب وصل کو روز ہجر
جدا ہی انہون کی خوش آئی اسی پہرا تہی سے یہہ صحبت نہ بہائی اسے
کسی دیو نے دی پری کو خبر کہ معشوق عاشق ہوا اور پہر
یہہ سنکر وہ شعلہ بھبوکا ہوئی لگی کہنے آئین یہہ بلا کیا ہوئی
قسم مجکو حضرت سلیمان کی ہوئی دشمن اب اوسکی مین جان کی
کہا دیو سے دی مجھے تو بتا کہا وہ کسی باغ مین تہا کہڑا
کوئی نازنین سی تہی ایک اوسکی ساتھ پکڑی تہی دونی ہاتھ مین اوسکی ہاتھ
قضارا اوڑا مین جو ہوکر ادہر وہ دونو مجھے وہان پڑی تہی نظر
یہہ اوٹھی سی اوسکی خبر سن کی کہا دیکھنی پاؤن اوسکو ڈرے
تو کہا جاؤن کہا اوسے ہوت ہو لگی ہی سیری وہ تو اب سوت ہو
وہ آدمی تو آگی میری نابکار گریبان کو اوسکی کرون تار تار
یہی قول اقرار تہا میری ساتھ بہلا اوسکا دامن ہی اور میرا ہاتھ
ہماری بزرگون نی سچ ہی کہا کہ مین آدمی زاد کل بے وفا
غضبناک بیٹھی تہی یہہ تو ادہر کہ راتی مین آیا وہ رشک قمر
اوسی دیکھہ غصی مین وہ ڈر گیا کہی تو کہ جیتی ہی جی مرگیا
ملا سی وہ دیکھا اوسکی پیچھی کہا سن تو آ ہی ہو ذرہ دیکھئے
تجھی سیر کو مینی گہوڑا دیا کہا اوس نے الزام اوسکو چوڑا دیا

الک سی یون لپٹتی تھی چھو
مچلکا دیا تھا نہ تو نے مجھی
پھر ایسی راتون کو دلشاد تو
مزا چاہ کا دیکھ ابھی ذرا
تجھے جیسی مارون تو کیا ای غریب
سڑ جاوے الم مین پھنساؤن تجھی
یہہ کہہ اوس نے لا ایک سیہ زاد کو
اسی کھنچتا بیابان سی لیجا شتاب
کنوان اوسمین جو ہی عجب بیہڑا
اسی جا کی اوس چاہ مین بند کر
سر شام کہانا کہلانا ہی
نہ دیجیو سوا اسکے جو کچھ کہی
یہہ سن دیو اوس گل کی نزدیک آ
گری اوس پہ جو تہا سامنے بلا
ہوا یون جو اوس بخت وارون کا اوج
کہا دل مین رستہ جو کچھ آج ہی
کیا بند پھر جا کی اوس چاہ مین
وہ یوسف کنوئین مین ہوا جسکہ بند
کہلی اوس کنوئین کی یکا یک نصیب
منور وہ گہر اوسکا سارا ہوا
وہ اندہا پڑا تہا سو روشن ہوا
ولی پانون جب اوسکا تہر گیا

یہہ اوسپہ بہی او پہرتی لوٹتا
بہلا اسکا بدلا نہ لون تو ابہی
کرونگا دونون کو بہت یاد تو
جہکائی ہون کیسی کوئی رہ بہلا
ولی چاہتی تہی یہہ تیری نصیب
ہنسا ہی تو جیسا رولاؤن تجہی
کہا سنیو اسکی نہ فریاد کو
وہ صحرا جو ہی درد و محنت کا باب
کئی من کا تہا سی او سپر دہرا
وہی سنگ پہر اوسکی منہہ پر تو دہر
اور ایک جام پانی پلانا اسی
یہی اسکا معمول دائم رہی
پکڑ ہاتہ اوسکا فلک پر اوڑا
دل اوس نازنین کا ہوا ہو چلا
چلی آہ نالی کی ساتہ اوسکی فوج
یہی عشق کی جان معراج ہی
کنوان وہ جو تہا قاف کی راہ مین
ہوا اوس سی پستی کا رستہ بلند
کہ آیا وہ اوسمین مہ دلفریب
کنوئین کی وہ پتلی کا تارا ہوا
جوان اوسمین وہ سانپ کا من ہوا
کنوا اوسکی اندوہ سی بہر گیا

زمین مین سما یا تحیر سی آپ
ہوا وہانسی اوپر گئی کانپ کانپ
دل اوس نازنین کا دہڑکنی لگا
اندہیری اوجالی سی نکلا تہا جو
نکلنی کی سوجہی نہ وہان اوسکو راہ
اندہیری نی اوسکا کیا دم خفا
فغان کی بہت اور پکارا بہت
پکارا وہ جس تس کو فریاد کر
نہ مونس نہ غمخوار اوسکا کوئی
وہی چاہ تاریک اوسکا رفیق
ہوا ہی نہ وہان جس سی دمساز ہو
کنوان ہی مدام اوسکا ہمدم رہی
کنوان اوسکو پوچہی پوچہی اوسی
سیاہی مین جیسی وہ کافر کا دل
نہ شبکی سیاہی نہ وہان دنکا نور
غم و درد الفت کو کہا کہا جتی
اس اندہیر کو کیا لکہون اب مین آہ
نہ تہا وہ کنوان تہا ستون الم
کرون مختصر یہان سی اس غمکی بات
نہین مخلصی سوجہتی اب اوسی
ہنسا اسطرح سی جو وہ بی نظیر

گئی ہو کی بہہ آنسو کنوئی سی شتاب
کنوئی نی لیا سنگ سی منہ کو ڈہانپ
جگر ٹکڑی ہو کر بہرکنی لگا
ہوا قید آ اوس اندہیری مین وو
ہوا اوسکی آنکہون مین عالم سیاہ
کہ جون لی سیاہی کسی کو دبا
سر اپنی کو ہر طرف مارا بہت
نہ پہنچا کوئی کاروان بہی ادہر
نہ تہا جز خدا یار اوسکا کوئی
وہی سنگ سر پر تہا اوسکا شفیق
کنوئی کی سنی کون آواز کو
جو اوسی سنی وہی اوس سی کہی
اندہیری سوا کچہہ نہ سوجہی اوسی
صعوبت مین اوس سی جہنم خجل
سدا ظلمت غم کا اوس جا ظہور
لہو پانی اپنا کنوئی مین پئی
قلم کی نکلتی ہین آنسو سیاہ
نشان شب آفت و درد و غم
لگا رہنی اوس مین وہ اب حیات
نکالی خدا دیکہی کب اوسی
پڑی تیرہ زاری مین بدر منیر

بہم وو دلون مین جو ہوتی تہی چاہ
قلق وہان جو گذرا تو یہان غم ہوا
کسی دن جو آیا نہ وہ رشک ماہ
لگی کہنی نجم النسا سی بوا
کہا اوسنی بی تمکو سودا ہی کچہہ
خدا جانی کس شغل مین لگ گیا
وہ رہ رہ کی تمکو دلاتا ہی چاہ
رُکی جو کوئی اوس سی رُک جائی
تغول بہلا کچہہ نکالا کرو
بہس جب رہی دلمین کہا پیچ و تاب
گئی اسپہ جب دن کئی اور بہی
دوانی سی ہر طرف پہرنی لگی
ٹہرنی لگا جان مین اضطراب
تب سحر گہر دل مین کرنی لگی
خفا زندگانی سی ہونی لگی
تب غم کی شدت سی وہ کانپ گئی
نہ اگلا سا ہنسنا نہ وہ بولنا
جہان بیٹہنا پہر نہ اوٹہنا اوسی
کہا کرتی سی کہ بی بی چلو
جو پوچہا کسی نی کہ کیا حال ہی
کسی نی جو کچہہ بات کی بات سے

تو کہتی ہی دل کی تئین دلسی راہ
رُکا جی وہان یہان خفا دم ہوا
نظر مین ہوا اوسکی عالم سیاہ
خدا جانی اوس شخص پر کیا ہوا
وہ معشوق ہی اوسکو پروا ہی کچہہ
میری جرہ ہی اتنا ہی ہونا فدا
عبث آپکو تم کرو مت تباہ
جہکی آپ سی وہ تو جہک جائی
ذرا آپ کو تم سنبہالا کرو
دیا کچہہ اس بات کا پہر جواب
بگڑنی لگے پہر تو کچہہ طور بہی
درختون مین جا جا کی گرنی لگی
لگی دیکہنی وحشت آلودہ خواب
درِ اشک سی چشم بہرنی لگی
بہانی سی جا جا کی سونی لگی
اکیلی لگی رونی مُنہ ڈہانپ ڈہانپ
نہ کہانا نہ پینا نہ لب کہولنا
محبت مین دن رات گہٹنا اوسی
تو اوٹہنا اوسی کہکی ہان جی چلو
تو کہتا یہی ہی جو احوال ہی
نہ دنکی جو پوچہی کہی رات سے

کہا کر کسینی کہ کچہہ کہا سی ئی — کہا خیر بہتر ہی منگوائی
کسینی کہا سیر کیجی ذرا — کہا سیر سی دل ہی میرا بہرا
جو پانی پلانا تو پینا اوسی — غرض غیر کی ہاتہہ جینا اوسی
نہ کہانی کی سدہ اور نہ پینی کا ہوش — بہرا دل مین اوسکی محبت کا جوش
چمن پر نہ مائل نہ گل پر نظر — وہی سامنی صورت آٹہون پہر
نہ گفتہ اوسی سی سوال و جواب — سدا رو برو اوسکی غم کی کتاب
جو آجاہی کچہہ ذکر شعر و سخن — تو پڑہنا یہہ دو تین شعر حسن

غزل

یہہ کیا عشق آفت اوٹہانی لگا — میری دل کو مجہسی چہڑانی لگا
ملا میری دلبر کو مجہسی جدا — نہین تو میرا جی ٹہکانی لگا
گیا چشم تر نبار کا کچہہ نہین — میرا دل ہی مجہکو ڈبانی لگا
فلک نی تو اتنا ہنسایا نہ تہا — کہ جسکی عوض یون رولانی لگا

نہین مجہکو دشمن سی شکوہ حسن
میرا دوست مجہکو ستانی لگا

غزل یا رباعی و یا کوئی فرد — اسی ڈہب کی پڑہنا کہ ہو جسمین درد
سو یہہ بہی جو مذکور نکلی کہین — نہین تو کچہہ اوسکی بہی خواہش نہین
سبب کیا کہ دلسی تعلق ہی سب — نہو دل تو پہر بات بہی ہی غضب
گیا سو جب اپنا ہی جہوڑا نکل — کہان کی رباعی کہان کی غزل

داستان بدر منیر کی غم و اندوہ اور عیش باہمی کی بلانی مین

گلابی مین غنچہ کی مجہکو شتاب — پلا ساقیا کیتکی کی شراب
پیالی مین نرگس کی دی مہربان — کہ دیکہون مین کیفیت بوستان

حکایت کرون ایک دن کی قسم
کہ دنیا مین توام ہین شادی و غم

اوٹھی سوتی اکدن وہ شاہک پرے
کہا جا کی دیکھون چمن کو ذرے

کہ غنچہ سان تجہہ کہلی میرا دل
کہ غم نی کیا ہی نپٹ مضمحل

زبس گل سی آئی ہی بو یار کے
ہوا پھر ہوئی اوسکو گلزار سے

پھر ایک دن تھا کہ منہہ ہاتھہ دہو
چلی اوٹھکے دالان سے سیر کو

زمرد کا موندھا جسن پر بچھا
وہ بیٹھی عجب آن سی دلربا

کہ زانو پہ ایک پانو کو دھر لیا
اور ایک پانو موندھی سی لٹکا دیا

نہ پوچھہ اوسکی پا می نگارین کا حال
زبان ثنا وصف مین جسکی لال

کفک اور فندق سی لالہ کو داغ
تھی ایسی کیفیت پا مین باغ

طلائی کرسی اور کفک کا وہ رنگ
سنہری شفق جسکو ہو دیکھہ دنگ

جواہر کی جہلی بھری پور پور
زری سے کی ٹکی جیسی مخمل پہ قور

زبس سوتی اوٹھی تھی وہ نازنین
پڑی تھی عجب ڈہب سی چین جبین

خماری وہ انکہیان وہ انگڑائیان
وہ جوبن کی عالم کی ستائیان

جوانی کا موسم شروع بہار
وہ سینہ سی اوسکی تجون کا ابہار

نشہ مین وہ آ حسن کے بیٹھنا
وہ جہب تختی اپنی کو دیکھہ اینٹھنا

خواص ایک حقہ لئی تھی کھڑے
کہ لالہ کی بیچ تھی اوسمین پڑے

وہ شیشہ کا حقہ مرصع کا کام
مغرق زری کا وہ نیچہ تمام

ولی ایک اوسپر ٹرا تھا جو پیچ
نشیب اوسکی آگی تہا گویا کہ پیچ

لب نازک اوپر وہ نہال دہر
نکالی تھی پردہ مین دو دو جگر

ادہر اور ادہر طرف تھی نگاہ
کسی کے کوئی جیسی تکتا ہو راہ

خواصین کھڑی اوسکی سب گرد و پیش
جو تھین اپنی عہدہ پہ حاضر ہمیش

کوئی مور چھل لی کوئی پیکدان
رسیلی چھبیلی بنی شنگ و چست
کھڑی نیچی آنکھین کئی باادب
وہ آنکھین کہ کرتی تھی جیسے ہر نگاہ
کئی ہمدم اوسکی جو تھین باہرو
برابر برابر ادہر اور اودہر
سمان اوس گھڑی کا کہون کیا میان
عجب حسن تھا باغ مین جلوہ گر
چمن اوسگھڑی سر بسر جوش تھا
زبس عطر مین تہی وہ ڈوبی ہوئی
معطر ہوا اور گل کا دماغ
پڑا عکس اوسکا جو طرف چمن
درختون پہ اوسکی پڑی جو جھلک
ہوئی اوسکی مٹی سی گلشن کی زیب
چمن نی جو اوس گل کی دیکھی بہار
گل و غنچہ و لالہ آپسمین مل
گئی جیسی بلبل کی گلشن کی چاہ
ہوئی وہان کی آئینہ دیوار و در
کہ اتنی مین کچھ جی مین جو آگیا
ارے ہی کوئی ہان ذرا جائیو
عجب وقت ہی اور عجب ہی سمان

کوئی لے چنگیر اور کوئی پاندان
لباس اور زیور سے ہر ایک درست
اسی شرم سی پر قیامت غضب
اودہر غش مین آتی تھی سب پہول گاہ
بچھائی ہوئی کرسیان سو بسو
وہ گرد اوسکی بیٹھین تھین یکدگر
ستارون مین تھا جلوہ گر ایک ماہ
کہ ہر گل کی تھی اوسکی منہ پر نظر
گل و غنچہ جو تھا سو بیہوش تھا
دوبالا ہر ایک گل کی خوبی ہوئی
کہ مہکا تمام اوسکی خوشبو سی باغ
ہوا لالہ گل اور گل نسترن
زمردکو دی اور اوسنی چمک
گیا اوڑ صبا کا بہی صبر و شکیب
ہوا دیکھہ اپنی گلون کو فگار
لگی کہنی اس باغ کا ہی یہ دل
ہوئی سرو کی شکل قمری کو آہ
وہ مہ سکی دلمین ہوئی جلوہ گر
اداسی لگی کہنی وہ دلربا
میری عیش بازی کو لی آئیو
کری دو گہری آگی مجرا یہان

خفا ہون میرا جی ہی مشغول ہو
کوئی دم تو داغ جگر پھول ہو

کسی طرح سی دل تو لگتا نہین
جلی ہی جگر دل سلگتا نہین

یہ سنتی ہی دوڑی گئی ایک نگار
لیا عیش بائی کو اوسنی پکار

وہ آتی لگی کافر اس آن سی
کہ جانی لگا جی مسلمان سے

عجب حال سی وہ چلی نازنین
کہ مستی مین پانون کہین کا کہین

وہ خلقت کی گرمی وہ ڈوبن بنا
نشہ مین بھبھوکا سا چہرہ بنا

لٹین مُنہ پہ چھوٹی ہوئین سر بسر
کہ بدلی ہو جون مہ کی ادہر اودہر

وہ بن پوچھی ہونٹھونکی مسّی غضب
کہ مُنہ پر تہی گویا قیامت کی شب

فقط کان مین ایک بالا پڑا
کہی نوک تہا مہ کی ہالا پڑا

وہ پشواز اگریئی وہ نرگس کی ہار
وہ کمخواب کی سبز رومی ازار

بندہا سر پہ جوڑا پڑی زرد شال
کمر کی لچک اور مٹک کی وہ چال

وہ شبنم کی انگیا نئی تنگ و چست
کنار و شمینا بنت کا درست

وہ اوہٹی ہوئی جین پشواز کی
وہ مسکی ہوئی چولی انداز کی

وہ مہندی کا عالم وہ تورٹی چھڑی
وہ پائون مین سونی کی دو دو کڑی

چلی وہان سی دامن اوٹہاتی ہوئی
کڑی سی کڑی کو بجاتی ہوئی

عجب ایک عالم تہا بی ساختہ
کہ عالم تہا ایک اوس پہ جان باختہ

کئی کافرین اور بہی دلنواز
لئی ساتہ ساتہ اوسکی سب اپنا ساز

چلین ایک اغماض اور ناز سی
کہڑی وہان ہوئین ایک انداز سی

روش پر جو تہا فرش اوسکی حضور
ادب سی وہان بیٹہیان ملکی وہ دور

ہوا حکم گوری کا جو بر ملا
لئی ساز اپنی جنہون نی اوٹہا

دیا آسمان پر جو طبلون کو کہینچ
ہر ایک تہاپ مین دل لیا سب کا اینچ

لگی گانے ٹپا وہ اس آن سے — کہ لگنے لگے جان ہر تان سے
عجب تال پڑتی تھی انداز سے — کہ بیکل تھی ہر تان آواز سے
وہ تھی کٹکری یا لڑی نور کے — مسلسل تھی ایک پھلجھڑی نور کی
گل و غنچہ کی طرح محبوب تھی — کھلی اور منڈی دل کے مرغوب تھی
غرض کیا کہون اوسکا مین ماجرا — عجب طرح کی بندہ گئی تھی ہوا
وہ گانے کا عالم وہ حسن بتان — وہ گلشن کی خوبی وہ دنکا سمان
گھڑی چار دن باقی اوسوقت تھا — سہانا ہر ایک طرف سایہ ڈھلا
درختون کی کچھ چھاؤن اور کچھ وہ دھوپ — وہ دھانون کی سبزی وہ سرسون کا روپ
لپٹی ہوئی پوستون پر تمام — رو پہلی سنہری ورق صبح و شام
وہ لالہ کا عالم ہزارہ کا رنگ — وہ آنکھون کی ڈوری نشہ کا ترنگ
گلابی سا ہو جانا دیوار و در — درختون سے آنا شفق کا نظر
وہ چادر کا چھٹنا وہ پانی کا زور — ہر ایک جانور کا درختون پہ شور
وہ سرو سہی اور وہ آب روان — وہ مستی سی پانی کا بہنا وہان
وہ اوڑتی سی نوبت کی دہیمی صدا — کہین دور سے گوش پڑتی تھی آ
وہ رقص بتان اور وہ ستہری الاپ — وہ گوری کی تانین وہ طبلونکی تھاپ
وہ دل پیسنا ہاتھ پر دھر کی ہاتھ — او چھلنا وہ دامن کا ٹھوکر کی ساتھ
نہ انسان سے کاہو دل اسمین بند — ہوئی محو سنکر چرند و پرند
غرض جو کھڑی تھی کھڑی رہ گئی — اڑی جسجگہ سو اڑی رہ گئی
جو پیچھی تھی آگے نہ وہ چل سکے — جو بیٹھی سو بیٹھی نہ پھر ہل سکے
لگی دیکھنے آنکھ نرگس ادھر کا — گلون نے دیئے کان ادہر لگا
لگے جہومنے آ کے وجد مین سب درخت — کھڑی رہ گئی سرو ہو کر کرخت

درختون مین گرمی لگی حبا نور — بنی مثل آئینہ دیوار و در

ہوئین قمریان شوق سی نعرہ زن — بھرا اشک سی بلبلون کی چمن

ہوئی پتھر کی سنگ پانی پگھل — پڑی ساری فواری اوسکی اچھل

عجب راگ کو ہی دیا ہی اثر — کہ ہو جاوی پتھر کا پانی جگر

بندھا اس طرحکا جو اوسنی سمان — ہوا سبکی دلکا عجب حال وہان

ولیکن جو کچھہ دل گیون پر گیا — کہ بن آئی ہر ایک وہان مر گیا

لگا تھا زبس عشق کا اوسکو تیر — لگی کہنی آہ بدر منیر

بندھا اوسکو عاشق کا اپنی خیال — لگی رونی آنکھون پہ دہر کر رومال

کہین کا کہین لی اوڑا اوسکو راگ — ہوا اسکی ہوتی اور دونی وہ آگ

لگی کہنی یہی تھی یہہ دیکھون مین سیر — نہ ہوتا اس سیر وہ یا دشمن بخیر

وہی جا لی ہو جسکی کچھہ دل کو لاگ — کہ معشوق بن سب ہی گلزار آگ

بھلا کیون کہ جی اوسکا خوشحال ہو — کہ ہجران کا غم جسکی دنبال ہو

جگر مین اگر آہ کی شول ہو — لگی خار کیسا ہی گو پھول ہو

درختون کی عالم سی کیا ہو نہال — جسی یاد ٹھٹھا دیکھی ہو کمال

کری گلشن و گل پہ کیا وہ نظر — جسی اپنی گل کی نہو وی خبر

یہہ کہکر اوٹھی وہانسی وہ دلربا — چھپر کھٹ مین جا کر گری منہہ چھپا

خوشی کا جو عالم تھا ماتم ہوا — ورق [illegible] کا ورق ہی وہ برہم ہوا

سب اوٹھتی ہی بس اوسکی جاتی رہین — طوائف کہین اور خواصین کہین

ہیری عقل اسکا یہہ حیران ہی — کہ یارب یہہ کیسا گلستان ہی

ہر یک وقت ہی اسکا عالم جدا — جو جا یہہ ہو یہہ پھر ہو تو امکان کیا

کبھی ہی خزان اور کبھی ہی بہار — یہان ایک وتیرہ پہ لیل و نہار

داستان بی نظیر کی غم ہجر سی بدر منیر کی بیقراری مین

پلا ساقی ایک جام مجکو شتاب
کہ پردی مین شب کی گیا آفتاب

شب ہجر کی جب علامت ہوئی
غرض عاشقون پر قیامت ہوئی

گئی جب چہپرکہٹ مین وہ رشک حور
سبہون کو کہا تم رہو دور دور

اکیلی وہ رونی لگی زار زار
اوسی اپنی عالم مین بی اختیار

گری چشم سی اوسکی اتنی گہر
کہ دہویا اوسی آب سی منہ سحر

صبوحی تو دی ساقی لعل فام
کہ رو دہو کی مین رات کاٹی تمام

ہوا آفتاب الم جو طلوع
اوداسی کا ہونی لگا دن شروع

ذرا آئینہ لیکی دیکہا جو رنگ
تو جون آئینہ رہ گئی وہ ہی دنگ

بدن کو جو دیکہا تو زار و نزار
کسیکو کوئی جیسی دیوی فشار

فلک کی طرف دیکہہ اور شکر کر
لگی دل کو بہلانی ایدہر اودہر

زبان پر تو ہان جی ولی دل اوداس
پراگندہ حیرت سی ہوش و حواس

نہ منہ کی خبر اور نہ تن کی خبر
نہ سر کی خبر نہ بدن کی خبر

اگر سر کہلا ہی تو کچہہ غم نہین
جو کرتی ہی میلی تو محرم نہین

جو مسی ہی دو دن کی تو ہی وہی
جو کنگہی نہین کی تو یونہین سہی

جو سینہ کہلا ہی تو دل چاک ہی
غم آلودہ صبح طربناک ہی

نہ منظور سرمہ نہ کاجل سی کام
نظر مین وہی تیرہ بختی کی شام

ولیکن یہہ جوبن کا دیکہا سبہاو
کہ بگڑی سی دونا ہوا اوسکا بناو

نہین حسن کی اس طرح ہی کمی
جو بگڑی ہی بیٹہی تو گویا بنی

غرض بی ادائی ہی یہان کی ادا
بہلون کو سبہی کچہہ لگی ہی بہلا

ہوا ہی یہ چین جبین غمسی پیا
تو وہ بہی ہی ایک موج دریا کی یا

وہ انکھین جو رہتی تہین مستی سی لوٹ / تو گویا کہ سونی تہی کوٹ کوٹ
تپ غم سی یون تمتماتی ہین گال / کہ جون رنگ لالہ بوقت زوال
گریبان سینہ پہ ہی جو کہلا / تو گویا وہ ہی صبح عشرت فزا
نقاہت سی چہرہ اگر زرد ہے / وہ یا آہ ہونٹہون پہ کچہہ سرد ہے
اداسی نہین یہہ ہی عالم جدا / کہی چاندنی اور ٹہنڈی ہوا

بیقراری بدر منیر کی بی نظیر کی فراق مین اور نجم النسا کی تسلی دینی مین

بلا سا قیامت عزیز بی نظیر / پہنسی دام ہجران مین بدر منیر
وہ حسن و جوانی اور اوسپر یہہ غم / ستم ہے ستم ہے ستم ہے ستم
جہان بیٹہنا آہ کرنا اوسی / بہانہ نزاکت کہ دہرنا اوسی
کبہی خون آنکہون سی رو ڈالنا / کسیکو کبہی دیکہہ دہو ڈالنا
خواصونکو بالا بتانا اوسے / اکیلی درختون مین جانا اوسے
ولی اون درختون مین جسجا وہ ماہ / سر شام جب جب کی کرتا نگاہ
سو یہہ بہی پہرون سی آدہان مدام / اوسی چہاون مین بیٹہہ کرتی تہی شام
گیا اسطرح جب مہینا گذر / کہ وہ ماہ مطلق نہ آیا نظر
او اسکا اپہرنگ گہٹنی لگا / جگر جون ہو مژگان پہ بٹنی لگا
لگی رہنی تب جان بیتاب مین / لگا فرق آنی خور و خواب مین
محبت کا سودا سا ہونی لگا / جنون تخم وحشت کا بونی لگا
سرکنی لگا پاس ناموس و ننگ / لگی عقل او عشق مین ہونی جنگ
خموشی او ٹہانی لگی دلمین شور / جتانی لگی ناتوانی بہی زور

یہ احوال دیکھہ اوسکا دخت وزیر
تو وہ ہی کہ سبکی تئین دی وقوف
مسافر سی کوئی بہی کرتا ہی پیت
اری چار دن کے ہین یہ آشنا
کہی آسمان گہہ زمین کی ہین بیٹے
تو بہولی ہی کس بات پر ای بوا
سنو جان اپنی یہ جو کوئی مری
اگر آپ پر کوئی شیدا نہو
وہ خوش ہوگا اپنی پری کو لئی
تمہاری اوسی چاہ ہوتی اگر
لگی کہنی تب اوسکو بدر منیر
کسی کے بدی تو نکر عیب ہی
وہ اپنی دلونسی تو ہی نیک ذات
ہوا قید یا آنی پایا نہ وہ
مجھی رات دن اسکا رہتا ہی ڈر
نہ باندہا ہو اوسکو کسی شیدمین
پری نے کہین طیش کہا لاف مین
پرستان سی ہی نکالا نہ ہو
نہ ملنی کی دکہہ اوسکی سب سہی
یہ کہہ حال دل اپنا رونی لگی
گئی منڈ کری مار آخر کو لیٹ

لگی جلکی کہنی کہ بدر منیر
کدہر دل گیا تیرا ای بیوقوف
مثل ہی کہ جوگی ہوئی کسکی میت
ملا دل کو آخر کرین ہین جدا
جہان بیٹھی جا بس وہین کی ہین بیٹے
خبر لی دیوانی تجہی کیا ہوا
تو دل پہلی اپنا ہی صدقی کری
تو پہر چاہئی اوسکی پروا نہو
عبث اوس پہ بیٹھی ہو تم جی دئی
تو اب تک وہ تمکو نہ آیا نظر
کہ سنتی ہی ای میری دخت وزیر
کہ اوسکا خدا عالم الغیب ہی
ہوئی اوسپہ کیا جانی کیا واردات
گئی اتنی دن اب تک آیا نہ وہ
پری نی سنی ہو نہ ہیاں کی خبر
کیا ہو نہ اوسکی تئین قید مین
دیا ہو نہ پہینک اوسکو کہ قاف مین
کسی دیو کی منہ مین ڈالا نہ ہو
بہلا اپنی جی سی وہ جیتا رہی
پہر آنسوؤن کی پرونی لگی
چہپر کہٹ کی کونی مین سر منہ لپیٹ

خواب دیکھنا بدر منیر کا بی نظیر کو کوئین مین اور جوگن بنکر نکلنا نجم النسا کا اوسکی تلاش مین

پلا ساقیا جام جم سی وہ مل — کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل
کسی کی تو آ کام فرخندہ حال — کہ آخر یہہ دنیا ہی خواب و خیال
ذرا آنکھہ لگ گئی جو اس حال مین — تو دیکھا پہنسا اوسکو جنجال مین
قضا نی دکہایا عجب اوسکو خواب — کہ دشمن نہ دیکھی یہہ حال خراب
جو دیکھی تو صحرا ہی ایک لق و دق — کہ رستم جسی دیکہہ ہو جای فق
نہ انسان ہی واں نہ حیوان ہی — فقط ایک کف دست میدان ہی
مگر بیچ مین اوسکی ہی ایک کوان — کہ اوٹھتا ہی آہون کا واں سی دہوان
کوین کا ہی منہ بند اور اوس سی اڑ — گئی لاکہہ من کی ہی ایک سل پڑ
صدا واں سی ہی یہہ کہ بدر منیر — تیری چاہ غم مین ہوا ہون اسیر
مین بہولا نہین تجکو ای مہربان — کرون کیا کہ ہی مجہ پہ قید گران
پر اس قید مین بہی تیرا دہیان ہی — فقط تیری ملنی کا ارمان ہی
تو اپنی جو صورت دکہا دی مجہی — تو اس قید غم سی چہڑا دی مجہی
نہین مجکو مرنی سی کچہہ اپنی ڈر — یہہ غم ہی کہ تجکو نہووی خبر
تجہی کاش اس وقت مین دیکہہ لون — جیون مین اگر تیری آگی مرون
ولیکن یہہ ہی خام میرا خیال — نہین وصل ممکن بغیر از وصال
کوئی دم کا مہمان ہون آج کل — اسی چاہ مین جائیگا دم نکل
یہہ سن واردات شہ بی نظیر — جو چاہی کری بات بدر منیر
پہر گر نیند نہ آئی اوسے — قضا نی نہ اسکی سنائی اوسے
یکایک گئی آنکھہ اتنی مین کہل — بہری اشک رخسار پر آئی ڈہل

نہ وہ چاہ دیکھا نہ ہمراز وہ
صدا اپنی یوسف کی سن جواب سے
کہا گو کسی سی نہ اوس نی بہید
ڈہلی منہ پہ آنسو ہوا بسکہ رنج
وہ مہتاب سا چہرہ ہو زرد زرد
زبس آہ پنہان سی گہٹنی لگی
مژہ وہ نکیلی جو تہی تیز سی
ہہینچا سا قد تہا جو رشک الف
جلین اوسکی آہون سی کل صورتین
چہپا یہتہ [illegible] ہمنشین
[illegible] جو ہونی ہی لاگ
خواصین کئی وہ جو ہمراز تہین
کہا اونسی رو رو کی احوال خواب
سنا جب کہ نجم النسا نی یہہ حال
لگی کہنی وہ یون نہ آنسو بہا
بس اب سر بصحرا نکلی ہون مین
جو باقی رہا کچہہ میری دم مین دم
و گر مر گئے تو بلا سی ہوئی
کہا شاہزادی نی سن ای رفیق
بہلی سنگی اپنی نہ کہو جان تو
بسائی تیری کیون کہ ہوگی ہان

پڑی گوش مین پہر نہ آواز وہ
اوٹہی با دل جان بیتاب سی
دلی جون سحر صبح چہرہ سفید
چہٹی چاندنی مین ستارون کی گنج
سراپا ہوا شکل اندوہ و درد
تو منہ پر ہوائی سی چہٹنی لگی
ہوئی اشک خونین ہی گلریز سی
نکلنی لگی اوس سی شعلی ہزار
ہوئین سب وہ ٹٹی کی جون مورتین
چہپائی سی آتش چہپی ہی کہین
بغیراز کہی اور لگتی ہے آگ
بڑی خدمتون مین سرافراز تہین
رولایا اونہین پڑہ کی غم کی کتاب
ہوئی بیقراری تب اوسکو کمال
تری واسطی مینی اب دکہہ سہا
اوسی ڈہونڈہ لانی کو چلتی ہون مین
تو پہر آگی یہہ دیکہتی ہون قدم
تو یون جانتو مجہہ پہ صدق ہوئی
ہوئی مین تو اس چاہ غم مین غریق
کہ وہ ہی پری اور انسان تو
مجہی بہی نہ دی ہاتہہ سی میری جان

ہین جیتی ہوگ اس آسری پہ فقط
اگر ہین تو کہ ترک کی مرجاو انکی
کہا اوسنی کیا کیجئی ہی بیچارہ
ہین اس عشق کا یہہ نہ سمجہی تہی پہ دل
تجہی دیکہنا یون گوارا نہین
یہہ کہہ اوسنی رو رو او تار اسنگار
گریبان کو سنبل کی چاک کر
پہر آئی جو کچھ اوسکو ہوش و حواس
بہن سیلی او پہ گیر وا اوڑہ کہیس
کئی سیر موتی جلا راکہ سی کر
بہن ایک لہنگا زری باف کا
زری کے دوپٹی سی چہاتی کو باندہ
زمرد کی سندی سی لگا کان مین
گلی بیچ ڈال اپنی بالون کی لٹین
زری کا بنا حلقہ سر پر کیا
لٹین دیکی لٹک دوش پہ چہوڑ دین
ہی غم سی انکہون کو کر لال لال
زمرد کی سمرن کو ہاتہون مین ڈال
جو منکی تہی بن کی اونہین کر درست
چلی بن کی جوگن وہ باہر نکلین
تف سوز دل کا عیان منہ سی حال

کہ ہوتا ہی تجہ سی مرا غم غلط
اسی طرح جیسی کہ جاتی تہی [illegible]
پڑی اب تو یہ بپتا سر پہ ہا
تیری غم سی آئی لگا مجہکو شول
اسی اب زندہ کا مجہکو چارا نہین
کیا اپنی شلوار کو تار تار
دیا خاک پر پہینک ادہر ادہر
سجا تن پہ جوگن کا اسنی لباس
چلی بن کی صحرا کو جوگن کا بہیس
بہبوت [illegible] ملا سر بسر
وہ پیرواہن [illegible] صاف کا
بدن کو چہپا اور [illegible] باندہ
کہ جون سبز گل ہو [illegible]
پریشان کر اپنی بالون کی لٹین
کیا سنبلستان کو جنگلا
وہ ناگن سی شانی کی [illegible]
رکہا چشم مین خون دل کو نکال
اور ایک بین کا نذری پہ اپنی سنبہال
لہین اپنی ہاتہ سی چالاک و چست
دکہائی ہوئی حال ہر ہر کہین
اوڑا لی چلی اپنی آہون سی ال

اوس آئینہ رو کا کرون کیا بیان
کہ ہی حسن کو کسطرح کو ہی ماند
چھپانی کو سانگ اوسنی جو جو کئی
وہ موتی کی سیلی وہ تن کی دمک
زر بفتا وہ حلقہ سرا و بر دسری
زمانی کو میہا ئتی جو اوسکی ادا
کہ ہی جو کہ تقویم دلکی حساب
یہہ برق اور یہہ ابر سنبہ ہی اگر
زمرد کی مندری وہ اِس آن سی
وہ مندری وہ تن اوسکا غائت تری
اوڑہی سبزہ و گل کی دیکہہ اوسکو شرم
نظر کر صفائی کو اوس گوش کی
بڑہی کیون نہ ہر دم زمرد کی شان
وہ موتی کی بالی وہ منگی کی ہار
گلابی سی وہ نرگس شوخ رنگ
وہ فستقہ کہیچا سرخ ہاتھی پہ یون
ادا اوسکی دیکھی جو عاشق کہو
یہہ مین اوسکی کاندہی پہ تھی خوشنما
وہ یار تحت بین مہنگی تھی وہ
نہ تہی جن مین تہی تھمی رنگ کی
سو وہ بین کاندہی پہ رکہہ لی چلے

صفا را کہہ سی اور چمکی وہان
جہہی ہی کہین خاک ڈالی سی چاند
غرض حسن نی اور جلوہ ہی دئی
شب تیرہ مین کہکشان فلک
کہ جون شب مین کوئی بیٹھی کری
تو اوس رات پر دنکو صدقہ کیا
کہی سنبل مین گیا آفتاب
تو دامان عاشق ہوئی کے تر
کہون کیا کہ جیسی کھلی کان پر
ہوئی حسن کی اور کہتی ہری
وہ دو تو ہوئی اوسکی حلقہ بگوش
زمرد کو اوس گوش کی لو نے لگی
جب ایسی کیسکی لگی جا کی کان
گل نسترن کی چمن مین بہار
بہری جسمین لالا کی لالی کی رنگ
چڑہی پور پر لعل کا عکس جون
تو روپا کہ ہی چشم سی وہ لہو
چلی جون کوئی مست شیشہ اوٹھا
نہ تہی مین عشرت کی ہنگی تہی وہ
مہکتا آسمان کی
کہ لا دسی کوئی جیسی کہکشان چلے

ہر ایک آرہتا بین کا رود نیل
نہ عاشق ہوئی اوسکی عالم پہ لوگ
بنی جب کہ جوگن وہ اس ننگ سی
وہ رخصت جو اسطرح ہونی لگی
وہ رو رو کی دو ابر غم یون ملی
یہانتک بندہا اونکی رونی کا تار
کہڑی تہی وہ جوگن کی جو گرد گل
نہ دیکہا کسی نی جو کچہہ اشتیا
چلی جس طرح بیٹہہ اپنی دکہا
کسینی کہا پہر لیوست سی مجہی
کہا اوسنی خیر اب تو جاتی ہون مین
تمہین سے ہی خدا کو مین سونپا سنا
جدا ہو کی القصہ رو تو نکو چہوڑ
نہ دستہ بندہ کی لی اور جنگل کی لی
لئی مین پہرتی تہی صحرا نورد
کہ ناگاہ کوئی شخص ایسا ملی
جہان بیٹہہ کر وہ بجاتی تہی بین
بجاتی وہ جوگن جہان جو گیا
اوسی سنکی آتا تہا صحرا کو جوش
گل نغمہ جو اوس سی گرتی ہزار
کہ بن حلقہ حلقہ کہین لخت لخت

وہ تہی بسنت کی راگ کی سلسبیل
دیوانہ ہوا جوگ دیکہہ اوسکا جوگ
لگی پہوٹنی دوست سر سنگ سی
تو وہ صاحب خانہ رونی لگی
کہ جسطرح ساون سی بہادون ملی
ہی پہوٹ دیوار و در ایک بار
وہ رو رو ہوئی شبنم آلودہ گل
کہا جو کو سونپا تجہی سے سدا
اسیطرح دکہلا مین منہہ پہرا
خدا کی تئین مینی سونپا تجہی
جو ملتا ہی تو اوسکو لاتی ہون مین
مرا انتشیوتم کہا اوسنا
چلی اپنی گہر بار سی منہہ کو موڑ
نکل شہر سی راہ جنگل کی لی
تن چاک چاک اور رخ گرد گرد
کہ جس سی وہ شیدا کا شیدا ملی
تو سنی کو آتی تہی آہو چین
تو وہان بیٹہتی خلق دہونی لگا
صدا سی درختون کو آتا خروش
تو لیتا اوبہین وحشت ذاان بسیار
کہڑی ہو گی گرد اوسکی سنتی درخت

بجاتی تھی جون جون وہ بن بن کی بین — خس و خار سنتی تھی بن بن کی بین
نظر جو کہ پڑتی تھی بوٹی جڑی — ہر ایک عالم شوق مین تھی کھڑی
تماشا نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی — دد و دشت غش ہو پڑی تھی سبھی
یہانتک کہ رہ مین جو تھی نقش پا — وہ بیٹھی تھی کان اپنی ادھر لگا
گل نغمہ زن کی تھی یہ بہار — کہ صحرا کی گل اوسکی آگی تھی خار
سن آواز کی اوسکی شان و شکوہ — نکلنے لگے دب کی آواز کوہ
نیا پی ہی سن شور اوسکا چلے — کو بین کی بہی دل مین اوٹھی ولولے
خشیت سی کچھ آبدیدہ رہے — گریبان کرچاک دریا بہے
فقط بلبل و گل کا یہان تک ہجوم — گگری تھین وہان ڈالیان جھوم جھوم
تحیر کا تھا دہان ہر ایک کو مقام — زبان کا نکلنا تھا یا تھو نسی کام
ہمن کرتی پھرتی تھی جنگل کی تھین — بساتی تھی جنگل مین جنگل کی تھین
یہ پھر جاتا تھا اوسکی دم ہی طلسم — بندھا تھا اوسی دم قدم سی طلسم
شب و روز سرگشتہ مثل صبا — اسی طرح پھرتی تھی وہ جا بجا

فیروز شاہ جنون کی بادشاہ کی بیٹی کا عاشق ہونا جوگن پر

کہ پھر ہی تو اہی ساقی گلعذار — کہ صحرا سی اب دل ہوا خار خار
کو ہی پھول سی دی شتابی شراب — کہ شہر مطالب کو پہنچون شتاب
وہ دارو پلا دل کو جو راس ہو — کہ جسکی پیالہ کو آتش ہو
سبب کی اسباب دیکھو ذرا — کہ قدرت مین ہی اوسکی کیا کیا دہرا
سفید و سیہ اوسکی ہی اختیار — بنایا ہی اوسنی یہ لیل و نہار
جہان مین ہی اندوہ و عشرت بہم — کہین صبح عیش و کہین شام غم
دو رنگی زمانی کی مشہور ہی — کہین سایہ ہی اور کہین نور ہی

قضارا سہانا سا ایک دشت تھا
وہ تھی اتفاقاً شب چاردہ
بھی ہر طرف چاندنی نور سے تھی
بچھا مرگچھالی کو اور لیکی بین
کدارا بجانی لگے شوق مین
کدارا یہہ بجنی لگا اوسکی ہاتھ
بندھا اوس جگہہ اسطرح کا سمان
وہ سنسان جنگل وہ نور قمر
وہ اجلا سا میدان چمکتی سی ریت
درختون کی پتی چمکتی ہوئے
درختون کی سایہ سی مہ کا ظہور
دیا یہہ کہ جوگن کا منہہ دیکھ کر
گیا ہاتھہ سی بین سنکر جو دل
وہ صورت خوش آئی جو اوس نور کی
ہوا بندہ گئی اوس گہڑی اس اصول
درختون سی لگ لگ کی باد صبا
کدار کا عالم یہہ تھا اوسگہڑی
یہان تو یہہ عالم تھا اور طور یہہ
کہ تھا ایک پریزاد فرخ سیر
نہایت طرحدار صاحب جمال
ہوا پر اوڑاتی ہوئی اپنا تخت

کہ یکشب ہوا اوسکا وہان بسترا
ادا سی وہ بیٹھی وہان رنگ یہہ
بہی چاندنی اوسکو منظور تہی
دوزانو سنبہل کر وہ زہرہ جبین
لگی دست و پا مارنی ذوق مین
کرمہ نی کیا دائرہ لیکے ساتھہ
صبا بہی لگی رقص کرنی وہان
وہ براق سا ہر طرف دشت و در
اوگا نور سی چاندتارونکا کہیت
خس و خار ساری جھلکتی ہوئے
کرے جیسی جلنی سی چھن چھن کی نور
ہوا نور سایہ کا ٹکڑی جگر
گئی سایہ و نور آپس مین رل
دل اپنی پہ سایہ نی منظور کی
بسر اگئی جا نور اپنا بہول
لگی وجد مین بولنی واہ وا
کہ تھی چاندنی ہر طرف غش پڑے
ترس او پر مزا تم سنو اور یہہ
جنون کی وہ تھا بادشہ کا پسر
برس بیس ایکیس کا سن و سال
کسی طرف جاتا تھا فیروز بخت

وہ جاتا تھا کرتا ہوا سیر راہ ‏ اوسی خلق کہتی تھی قیصر و شاہ
یکایک سنی بین کی جو صدا ‏ وہان تخت لا اوسنی اپنا رکہا
جو دیکہی تو جوگن ہی ایک رشک حور ‏ کہ چشم فلک نی نہ دیکہا یہہ نور
نظر کرتی حسن اوسکا غش کر گیا ‏ تعشق کی عالم مین بس مر گیا
یہہ سمجہا بناوٹ کا کچہہ بہیس ہے ‏ لگا کہنی جوگی جی آدیس ہے
پڑا تم پہ ایسا کہو کیا بجوگ ‏ لیا واسطی کسکی تمنی یہہ جوگ
کدہر سی تم آئی کہان جاوگے ‏ دیا اپنی ہم پر بہی فرماوگے
وہ سمجہی کہ اوسکا دل آیا ادہر ‏ کہ دل ہی تو کہتا ہی دل کی خبر
خس و خار ہی عشق حسن آگ ہی ‏ سدا عشق اور حسن مین لاگ ہی
ولی راگ ہی اور اومین ہوا ‏ کہ دونو طرف آگ دینی لگا
کہا ہنسکی جوگن نی سر بولکر ‏ جہان سی تو آیا چلا جا ادہر
کہا تب پریزاد نی واہ جی ‏ بہت گرم مین آپ اللہ جی
نہ روکہی ہو اتنا بہلا جاونگا ‏ ذرا بین سنکر چلا جاونگا
کہا ہوتی سو ہوتی سی اپنی کہو ‏ فقیرون کو چہیڑو نہ بیٹہی رہو
یہہ دو دو لطیفی جو باہم ہوئی ‏ اسی لطف مین یہہ تو بیدم ہوئی
گیا بیٹہہ آسا ہنی ریت مین ‏ رہا کہیت یہہ تو اوسی کہیت مین
نظر حسن پہ گاہ گہ بین پر ‏ سراپا دل اوس لعبت چین پر
رہا تن بدن کا نہ کچہہ اوسکو ہوش ‏ بنا کل وہ جون نقش با چشم و گوش
وہ جوگن جو تہی درد و غم کی اسیر ‏ ہوا غم مین جوگن کی یہہ بہی فقیر
نہ سدہ گہر کی لی اور نہ لی راہ کی ‏ جب آئی ذرا سدہ تو پہر آہ کی
بجاتی رہی بین وہ صبح تک ‏ یہہ رویا کیا سامنی لی ڈہڑک

اودہر ہان پرین کی سنتی بہار
سندہا تہا اودہر اسکی رونیکا تار

دہری اپنی کاندہی پہ جب اوتہین
اوٹہی لیکی انگڑائی زہرہ جبین

پریزاد نی تب پکڑ اوسکا ہاتہ
شتابی سی بٹہایا تخت پر اپنی ساتہ

زمین سی اوڑا آسمان کیتئین
وہ کتنا کہا کی نہین رہی نہین

زمانا اوسی اوسنی اوڑایا اوسی
پرستان مین لا بٹہایا اوسی

پہر مژدہ گیا باپ پاس اپنی لی
کہا عرض رکہتا ہون مین آپ سی

پہر جوگی جو سی ایک صاحب کمال
ذرا مین سنی اور اوسکی خیال

بہت آتش عشق سی اوٹہاتینگی حظ
بہت مین سن اوسکی باتین حظ

کہا اوسنی بابا بہت خوب ہی
ہمیشہ سی ہی آگ اپنا مرغوب ہی

کہا آؤ جوگی جی بیٹھو ادہر
کرو روشن اپنی قدم سی یہ گھر

کہلی بخت بیٹی کی اور باپ کی
سر و نین پر ہمارے قدم آپکی

بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی
جگہ ایک پاکیزہ رہنی کو دی

داستان فیروزشاہ کی مجلس آرائی اور جوگن کی بلانی مین

بلا مجہکو ساقی محبت کا جام
کہ جہاتیون مین ہوا دن تمام

پہر جوگن جو بیٹھی سر و گن سی
کہ آئی مین رات آئی جوگن سی

بہبہوت اپنی منہ پر ستایتی مل
کہ جیہ اندہی کو مہ کی شب آئی نکل

دکہائی ہوئی سوزدل کو رسی
اوڑائی ہوئی رال کو نور سی

ستارون کی مالی گلی بیچ ڈال
وہ پہنچی پرستان مین حال حال

ہوئی شب جو وہ بزم انجم فروز
چہپا رشک سی اوسکی پردی مین روز

ملک نی پرستان مین مجلس بنا
بلایا اوسی جسکی تہی یہ ثنا

پریزاد سارے ہوئی جمع وہان
کہ دیکہین تو جوگن کا حال کرسان

وہ جوگن جو سج دھج تھی زہرہ جبین ❊ سو مجلس مین آئی لئی اپنی بین
بہت منتون سی بلایا اوسے ❊ بڑی عزتون سی بٹھایا اوسے
کہا ہم ہین مشتاق کچھہ گائیے ❊ سماں بین کا ہمکو دکھلائیے
کہا کچھہ بجانا نہین اپنا کام ❊ ہر ایک طرح لیتا ہین ہر کا نام
ہی بیزار فرمایشون سی فقیر ❊ ولی کیا کرین اب ہوئی ہین اسیر
کہا جوگی صاحب یہ کیا بات ہی ❊ کرم آپ کا ہمپہ دن رات ہی
جو مرضی ہو تو تم کو تکلیف دین ❊ نہین جسمین راضی ہو تم سو کرین
کہا اسطرح سی جو فرماؤگے ❊ تو ہان بندگی سی ہین کچھہ پاؤگے
یہ کہہ اوسنی اور بین کاندھی پہ دہر ❊ یہان تک بجائی کہ دیوار و در
قد
کھڑی رہ گئی ہوش کہوئی ہوئی ❊ نظر جو پڑی وہان سو روتی ہوئی
گیا اہل مجلس کا جو دل پگہل ❊ تو جون شمع اشک آئی سبکی نکل
ہوئین بین پر اوسکی انگلیان یون دوان ❊ کہ ہاتہون سی اوسکی ہوا دل روان
روان و دوان کردیا جان کو ❊ رولایا ہر ایک جن و انسان کو
ہوا حال پر اوسکا یہہ کچھہ تباہ ❊ وہ عاشق جو تھا اوسپہ فیروز شاہ
کبھی سامنی آکے کرتا نظر ❊ کبھی دیکھتا چھپ کی ایدہر اودہر
ستون کی کبھی اوٹ مین ہوکی وہ ❊ کھڑا دیکھتا اوسکو رو رو کی وہ
کبھی ایدہر اودہر سی پہر پہر کی آ ❊ جہی اوسکی کہڑکی کی لیتا بلا
وہ گو کچھہ نہ سنتی نہ کہتی اوسی ❊ کن انکہون سی پر دیکھہ رہتی اوسی
نظر اوسکی جب آن پڑتی ادہر ❊ تو ہیلاور کی طرف کرتی نظر
اسی آن و ادا پر وہ فیروز شاہ ❊ دل و جان سی کرتا تہا ہر لحظہ آہ
اگر کوئی جوگن سی کرتا ثنا ❊ تو کہتا رشک کہتا کہ پہر ہمکو کیا

غرض تھی یہ صحبت کہ میں کیا کہوں یہی دل تھا اوسکا کہ دیکھا کروں
یہی پہلی صحبت میں وہاں اسنے چین کہ غش کر گئی وہ جو تھی نکتہ چین
سراہا پری زاد کی بات نے کہا سچ کہے دیا جوگی جی آپ نے
اسیطرح ہر شب کرم کیجیے مری بزم رشک ارم کیجیے
قدم ہمارا رنجہا نا کرو ہمیں اپنا مشتاق جانا کرو
یہ گھر بار ہی آپکا ہی تمام ہوئی آج سے ہم تمہاری غلام
تکلف کو موقوف کر دیجیے جو کچھہ تمکو درکار ہو لیجیے
کہا اوسنے مطلب نہیں کچھہ ہمین تمہارا مبارک رہی گھر تمہین
کہاں ہم کہاں تم ہوا یہ جو ساتھہ یہہ تھی بات سب آب و دانہ کی ہاتھہ
یہہ کہہ وہاں سے اوٹھی وہ جوگن اودھر دیا تھا جہاں اوسنے رہنے کو گھر
لگی رہنے اوسمین شب و روز وہ سمجھ جی میں کچھ کچھ دل افروز وہ
کہا اپنے جی سے کہ سنتا ہے جی نہ گھبرا تو اپنے دل میں کبھی
ببینم کہ تا کردگار جہان درین آشکارا چہ دارد نہان
غرض اس طرح اوسکا معمول تھا کہ اوس شاہ پریوں کی خدمت میں جا
پہر رات تک ہنستی اور بولتی ہر ایک بات میں قند تھی گھولتی
بجا میں سبکو رجہاتی تھی وہ پہر اپنے بھی گھر میں آتی تھی وہ
ولی کیا کہوں حال فیروز شاہ کہ تھی دن بدن اوسکی حالت تباہ
نہ دنیا کی اوسکو نہ دین کی خبر اوسیکے تصور میں شام و سحر
اوسی شمع کی گرد پہرنا اوسے پتنگے کی مانند گرنا اوسے
بہانہ سے ہر کام کی روز و شب وہیں کاٹنی آکے اوقات سب
اسیطرح اوقات کھونا اوسے سدا مین سن بن کی رونا اوسے

وہ جوگن ہی سو سو طرح کر ادا ہر ایک آن مین اوسکو لیتی لبھا
دلی کھینچتی پاتی جو حسن طلب تو عاشق پہ غصہ وہ کرتی غضب
کبھی خوش کیا اور کیا گہہ اوداس کبھی دور بیٹھی کبھی اوسکی پاس
کیا اوسنی پردی مین جب کچھ سوال دیوانہ کیا اوسکو باتون مین ڈال
کبھی تیکھی نظرونسی گھایل کیا کبھی میٹھی باتون سی مایل کیا
کبھی ٹیڑھی باتونسی مارا اوسے کبھی سیدھی دل سی پکارا اوسے
کبھی ہنسکی دیکھا ذرا خوش کیا کبھی ہوکی غمگین ناخوش کیا
کبھی منہ دکھایا چھپایا کبھی کبھی مار ڈالا جلایا کبھی
لٹوں مین کبھی دل کو لٹکا دیا کبھی ساتھ بالون کی جھٹکا دیا
وہ ہر چند آنکھین دکھاتی رہی پہ نظرون مین دل کو لبھاتی رہی
بچارا پر ایزاد وہ سادہ دل ادائین پہ انسان کی متصل
اسیطرح مدت گئی جب اوسی چڑہی گرمی عشق کی تب اوسے
نہ منہ پر وہ عالم رہا اور نہ نور کئی دن مین دل ہوگیا چور چور
جگر خون ہو آنکھونسی آیا اول گیا دل سب اندر ہی اندر پگھل
پہ دی پردہ دلسی جی نی صدا کہی صبر کا اتنی بس انتہا
جو کہتا ہی اوس سی تو کہہ حال دل کہ اب تنگ ہی اپنا احوال دل
سنبھلتا ہی اب بھی تو ظالم سنبھل نہین کوئی دم مین چلا مین نکل
گلا کر تو اب دست افسوس کو پڑا رہ لئی ننگ و ناموس کو
یہہ سن جی کا پیغام مجبور ہو کہا اپنی نزدیک کو دور ہو
بلا سی اگر آن رہتی نہین کہ اب بن کہی جان رہتی نہین
غرض ایک دن بات یہہ ٹھان کر لگا گھات پر اپنی وہ آن کر

تہا اوسکی گہر مین کوئی اسیر او دیو
اکیلی اوسی دیکہہ ہو بیقرار
گرا اسطرح سی قدم پر جو وہ
کہی آج کیا یہ خلاف قیاس
کسینی تیرا دل ستایا کہین
میری بیٹہنی سی اذیت ہوئی
قصوروں سی اتنا نہ ہو تو خفا
اذیت مگر ہم سی پاتا ہے تو
لگا کہنی رو رو کی فیروز شاہ
تمہاری سببہ سی تو مارا ہمین
ستائی ہوئی کو ستاتی ہو کیا
ہوئی تم نہ واقف میری حال سی
تم اپنا سا مجہکو سمجہتی ہو ہے
تم ایسی ہی بی رحم و بی درد ہو
کہا اوسنی لی کہہ شتاب اپنا حال
کہا تب پریزادی میری جان
بہلا ہجر مین کب تلک ہون ملول
لگی اونسکی کہنی کہ ایک طور سے
مطالب اگر میری بر لائی تو
کہا اوسنی پہر جلد فرمائیے
کہا اوسنی یہہ ہی میری داستان

اکیلی پڑی ہی جو گن اوسکو نظر
گرا پانون پر اوسکی بی اختیار
تو کہنی لگے مسکرا اوسکو وہ
گرا اتنا تو بہلا کیون ہی جو اس
دیا جی کو تیری کہا یا کہین
کہ مہا پنون کی مصیبت ہوئی
چلی ہم بہلا جا تیرا ہو بہلا
کہ اب پانون پڑ پڑ اوٹہاتا ہی تو
کہ بس پاس ہی تو کہو گی نہ واہ
ہوئی باتین ہنسنی اب گوارا نہین
چلی دل کو نا حق جلاتی ہو کیا
خدا مین رہا جان اور مال سی
بہلا تم کو اب یہان کوئی کیا کہی
غرض اپنی عالم مین تم فرد ہو
کہ تو کیون گرے اسکو پانون پہ ڈال
کہان تک کرون راز دل کو نہان
غلامی مین اپنی مجہی کر قبول
جو میری کہا تمنی غور سے
تو شاید مرادین بہی پائی تو
جو کچہہ آپ سی ہو بجا لائیے
کہ شہر سراندیپ ہی ایک مکان

ملک ایک وانکا ہی مسعود شاہ — کہ بیٹی ہی ایک اوسکی مانند ماہ
جہان مین ہی بدر منیر اوسکا نام — مین رہتی تہی خدمت مین اوسکی مدام
بنایا ہی اوسنی الگ ایک باغ — کہ فردوس کا ہی وہ چشم و چراغ
جدا باپ سی تہی وہ اوسجا مقیم — سدا سیر کرتی تہی بی خوف و بیم
مین نجم النسا اوسکی دخت وزیر — ہمیشہ سی ہمراز تہی اور مشیر
جدا ایک دم اوس سی ہوتی نہتی — سلاتی بغیر اوسکی سوتی نہتی
خوشی سی سرو کار غم سی فراغ — برنگ چمن رہتی تہی باغ باغ
کسی طرح کا غم نہتا دہیان مین — ترقی خوشی کی تہی ہر آن مین
ہوئی ایک دن یہہ عجب واردات — کہ ایک شخص وارد ہوا ایک رات
کہان تک کہون اوسکا قصہ ہی دور — تہا آدمی نور کا تہا ظہور
گیا اوسپہ اوس شاہزادی کا دل — گئی ایک دونون شہ آپسمین مل
ولی عاشق اوسپر کوئی تہی پری — محبت مین تہی اوسکی وہ بہی بہری
کہین وہان کی آئی کی سنکر خبر — خدا جانی پہینکا ہی اوسکو کدہر
و یا قید مین اوسکو ڈالا کہین — کہ مدت سی اوسکی خبر کچہہ نہین
سو مین کہوج مین اوسکی جوگن ہوئی — یہان تک تو پہنچی بروگن ہوئی
پریزادی آپسمین تم ایک ہو — اگر تم ذرا کہوج اوسکا کرو
تو شاید مدد سی تمہاری ملی — تو پہر آرزو بہی ہماری سی ملی
دل آباد ہوجی کو آرام ہو — تمہارا بہی اس کام مین کام ہو
کہا تب پریزادنی ہاتہہ لا — انگوٹہا دکہایا کہ اترا بجا
کہا پہر یہی کچہہ نہین مجہ بین — لگی بیٹہنی کہنی نہین رہی نہین
یہہ سن قوم کو اپنی اوسنی بلا — تمہید سی سبکو سنا کر کہا

کہ جاؤ تو ڈہونڈہو کرو مت کمی ۔ کہیں ایک پرستان میں قید آدمی
جو تم میں سے بھی لا دیگا اوسکی خبر ۔ جواہر کی دونگا لگا اوسکو پر
بہت سن ابہی سردار کا وہ کلام ۔ تجسس میں پہرنی لگی صبح و شام
ہوا ایک کا ناگہاں وہاں گذر ۔ جہاں قید میں تہا وہ خستہ جگر
وہ رونا جو تہا نالہ و آہ سی ۔ تو کچہہ اوسکو آئی صدا چاہ سی
کہا کچہہ تو ملتا ہی یہاں سی سراغ ۔ کہ آتی ہی یہاں بوئی گلزار باغ
وہ چوکی کی حد دیو تہی جابجا ۔ لگا پوچہنی کسکی ہی یہاں صدا
کہا ماہ رخ کا ہی قیدی یہاں ۔ کوئین میں تڑپتا ہی ایک نوجوان
وہ تحقیق کر اوسکی وہاں کا بہید ۔ اوڑا شہر کو اپنی دلو سفید
کیا جاکے فیروزشہ کو سلام ۔ سن آیا جو کچہہ تہا سنایا تمام
کہا میرا مجرا ہی اب لائی ۔ جو دینی کہا ہی سو دلوائی
یہہ معمول تہا وہاں کی انعام کا ۔ جواہر کی اوسکو دئی بیر لگا

داستان پیغام بہیجنی مین فیروزشاہ کی ماہ رخ کو

یہہ بہیجا پہر اوس ماہ رخ کو پیام ۔ کہ کیون زیست کرتی ہی اپنی حرام
بنی آدمی کو تو چوری سی لا ۔ بٹہاتی ہی گہر مین نقش جتا
تیری باپ کو گر لکہون تیرا حال ۔ تو کیا حال تیرا ہو پہر ای چہنال
عزیز اپنی رکہتی نہین جان کو ۔ ابہی ہی کہ بہونکون پرستان کو
تیرا ننگ غیرت سی اوڑتا نہین ۔ تجہی کیا پری زاد جڑتا نہین
ہمارا گئی بہول خوف و خطر ۔ لگی رکہنی انسان پر تو نظر
بہلا چاہتی ہی تو اوسکو نکال ۔ کوئین مین جسی تو نی رکہا ہی ڈال
اور اسکی قسم کہا کہ پہر گر کہین ۔ لیا نام اوسکا تو پہر تو نہین

گیا ماہ رخ کو بہت فرمان جب | ہوئی خوف سی وہ پریشان تب
کہا مجھسی تقصیر اب تو ہوئی | کہو اسکو لیجا ہی یہانسی کوئی
اگر اب مین لاگو ہون اوسکی کبھی | تو پہر پہونک دیجو مجھی تم ابھی
پر اتنا یہ احسان مجھہ پر کرو | کہ اسکا پرستان مین چرچا نہو
میری باپ کو بہت ہووی خبر | کہ مہر مین نہ اندہیر کی ہون نی اودہر
یہہ سنکر جواب اوسکا فیروز شاہ | کہا اپنی گہرسی جہان تہا وہ چاہ
تب پہر چاہ پر جب وہ پہنچا شفیق | کہا اونکو بہی وہ جو اوسکی رفیق
کہ یہہ کاٹ اوکہڑی یہان سی تلے | کسی طرح چہاتی سی پتہر ٹلے
وہ پتہر جو تہا کوہ سا سنگ راہ | دیا پہینک وہان سی اوسی مثل کاہ
وہ باذل نسا سر کا جو اوس چاہ سے | تو اک نور چمکا شب ماہ سی
اندہیری سی اوس چاہ کی اوسکا تن | نظر یون پڑا جیسی کالی کا تن
وہ من ڈالی اوسمین پڑا تہا جو | کہا اوس پریزاد نی سبکو ہان
نکالو امانت اسی اس نمط | کہ لیتی ہین یون مشک سی جس نمط
تمہین احتیاط اسکی اب ہی ضرور | سنبہو اسی اپنی پتلی کا نور

داستان کوئین سی بی نظیر کی نکلنی مین

فرح مہر کی لاتا ہی باتمیز | کوئین سی نکلتا ہی یوسف عزیز
گئی دن خزان کی اور آئی بہار | می لالہ گون سی دکہا لالہ زار
گلابی جہلکتی ملا دی مجہے | سمان کوئی ایسا دکہا دی مجہے
کہ وہ ماہ تخشب کوئین سی نکل | منازل کو اپنی پہری پر محل
کوئی دیو تہا وہان سکندر نژاد | کوئین مین اوترکر مجسم مراد
الگ یون لی آیا کوئین سی نکال | کہ فوارہ جون آپکو دی اوچہال

لی آیا وہ جون خضر سو کہات سے — نکال آب حیوان کو ظلمات سے
ہوئی مست اوس ناز بو سی وہ گل — کہ نکلا وہ سنبل سی مانند گل
اندہیری سی نکلا وہ روشن بیان — کہ حرفون سی جو ہووین معنی عیان
وہ جیتا تو نکلا ولی اسطرح — کہ بیمار رہتو نزع مین جس طرح
زبس اوپر آلی کا تہا اوسکو غم — کبہی تو کہ بہرتا تہا اوپر کا دم
تہی کہاٹ تن پر برنگ زمین — گڑا جیسی نکلی ہی پتلا کہین
نہ آنکہون مین طاقت نہ تن مین توان — کہ جون خشک ہو نرگس بوستان
وہ تن سرخ جو تہا سو پیلا ہوا — وہ جوڑا جو تہا سبز نیلا ہوا
وہ سر مین جو تہی اوسکی سنبل سی بال — ہوئی لاغری سی بدن کی وبال
فقط پوست باقی تہا یا استخوان — نہ تہا خون کا رنگ بہی درمیان
بدن سی رگون کی تہی اس ڈہب نمود — کہ الجہی ہو جون ریسمان کبود
بدن خشک و زرد اسطرح تہا وہ — خزان دیدہ ہو جسطرح برگ گل
وہ ناخن جو تہی اوسکی مثل ہلال — سو وہ ہوگئی بڑہ کی بدر کمال
یہہ دیکہا جو احوال اوسکا تباہ — تو روتا ہوا چلد فیروز شاہ
تہا تخت پرا پنی اوسکو بٹہا — لی آیا وہ بیٹہی تہی جو گن جہان
رکہا تخت ایک جا پہ اوسکا چہپا — کہا پہر یہہ جا کر کہ نجم النسا
چل اب تو کہین اوسکو لایا یہان — یہہ سنتی ہی گہبرا کی بولی کہان
دیوانی تہی ازبس وہ اوس نازنی — نہ سر کی رہی سدہ نہ کچہہ پانو کے
کہا چل کہان سی بتا تو مجہی — ذرا اوسکی صورت دکہا تو مجہی
کہا زہ کی چلیو ذرا تم رہو — کہ شادی بڑھی ہی کہین تم نہ ہو
جسی ڈہونڈہتی تہی سو یہہ ہی وہی — کہا ہان رہی ہان یہہ وہی ہی وہ

پھر کہا اور لی ہاتھہ مین اوسکا ہاتھہ
گیا آپ اوس تخت پر بیٹھہ اور یہ
یے کہہ اور اوس تخت کی پاس آ
کہ اس تخت کی گرد اکدم پھیر دن
کہا اوسنی ہنسکر بھلا دیکھیے تو
کہا اوسنی تب اپنی جوبن تے دکھا
غرض وہ پری زاد تھی اور تر
بیٹھا اوس تخت کی گرد پھرنی لگی
گلی لگ کی رونی لگے زار زار
وہ دیکھی جو تک آنکھہ اوٹھا نظیر
کہا تو کہان اور کس کا یہہ جوگ
کہا نظیر نی غم لی دوانہ کیا
بغل کھول کر پھر تو آپس مین مل
بیان دونو اپنا جو کرنی لگے
کہی سرگذشت اوسنی اوس دم تلک
یہہ سن لی نظیر اپنی دلسوز سی
کیا ایکدن تو اونہون نی مقام
اوسی تخت پر بیٹھہ کر وہ اودھر
وہ جوگن وہ فیروز شاہ اور وہ
پڑھی حرف مطلب نہ بس سوچ کر
صریع نشین تھی جو بدر منیر

لی آیا وہ جوگن کو وہان ساتھہ ساتھہ
دکھایا اوسی اور کہا کر تو غور
کہا ای پریزاد تو اوٹھہ ذرا
بلائین مین دل کھول کر اسکی لون
تو اس بات پر میری صدقی نہو
اری دیو تو کیون دوانہ ہوا
کھڑا ہو گیا تخت سی ہو اودھر
بلا اوسکی لی لیکے گرنی لگے
کیا اپنی تن من کو اوس پر نثار
تو تخم الفا ہی یہہ درخت وزیر
کہان یہہ لباس اور کہان تم یہہ لوگ
کہ عالم سی اپنی بیگانہ کیا
وہ رویا کئی دیر تک متصل
در اشک سی چشم بھرنی لگے
کہ اسطرح پہنچی ہو تم ہم تلک
لگا شادشو نی اوسی روز سی
چلی دوسری دن وہ نزدیک شام
کہ تھا نقش مطلوب اونکا جدھر
چلی تخت پر بیٹھہ اودھر کے راہ
تو بی کسر بیٹھی ثلمت کی گھر
وہان اوسکو لائی وہ جنت وزیر

اوتارا وہین لا درختون مین تخت
اکیلی اوتر وہان سی آئی ادہر
یکایک جو آوہ قدم پر گر پڑے
پہر آخر جو دیکہا تو جوگن ہی ہے
کہا میری نجم النسا تو ہی جان
بہن تجہی ملنے کے کب آتش ہی
بہت اوسنی چاہا کہ ہو وی کہڑی
کہا بار غم سی افاقت نہین
ملاتمین لگے لینی نجم النسا
اوسی شاہزادی کا تہا حال یاد
نہ گہر کے وہ رونق نہ اوسکا وہ حال
پڑی ساری بیداشت دیوار و در
خواصین جو تہین پاس وہ نازنین
نہ چوٹی گندہی اور نہ کنگہی درست
ہر ایک اپنی عالم مین دیکہو تو دنگ
نہ آلسکی چہلین نہ وہ چہچہے
غم آلودہ ہر ایک زار و نزار
جو بیٹہین تو رونا جو اوٹہین تو غم
چمن ساری ویران سی مین پڑی
جو خود ہی تو حیران و بیمار سنئے
نہ تاب و توان اور نہ ہوش و حواس

دوبارا کہلی اون درختون کی تخت
لبی سوگ بیٹہی تہی وہ مہ جدہر
تو جہجکی وہ شہزادی اور کچہہ ڈری
سیری درد و غم کی بروگن ہی یہ
ارے میری صدقی میری مہربان
کہ جب سے اپنی بہین پاس تہی
کہڑی ہوتی ہوتی وہین گر پڑی
ارے کیا کرون مجہین طاقت نہین
لگی گرد پہرنی برنگ صبا
جو دیکہا تو یہان اوس سی کچہہ بہی یاد
گلو سی لگا دل تلک [illegible]
محل کو جو دیکہا تو [illegible]
سو مینلی کچیلی کہین ہی کہین
جو جالا لگ تہی بن گئی وہ بہی
اڑا رنگ چہری کا مثل پتنگ
نہ گانا بجانا نہ وہ قہقہے
نہ آرام جی کو نہ دل کو قرار
غرض ملتہی اوتہی اون پہ ستم
شجر گل کیے ایک جہاڑ سی مین کہڑی
کہ جون زرد شیشہ کی ہو آرسی
ضعیف و نحیف و پریشان اوداس

پہر دیکہہ اوسکا احوال نجم النسا — جلی شمع کی طرح آنسو بہا
ولیکن محل مین پڑی جب یہ دہوم — کیا مثل پروانہ اوسپر ہجوم
سنی ایک سی ایک نی یہہ خبر — مبارک سلامت ہوئی یکدگر
کوئی غنچہ کی طرح کہلنی لگی — کوئی دوڑ کر اوس سی ملنی لگی
ٹلکی کوئی صدقی کی لانی لگی — کوئی سر سی روتی چہوانی لگی
کوئی آئی باہر سی گہر سی کوئی — ادہر سی کوئی اور ادہر سی کوئی
حقیقت لگی پوچہنی آ کوئی — لگی کرنی آپسمین چرچا کوئی
ہوا سر بسر اوسکی زبس ازدحام — لگی کرنی گہبرا کی سبکو سلام
کہا ای پری کل کہون گی مین حال — کہ اب راہ کی ماندگی ہی کمال
وہ انبوہ جب کچہہ ہوا سر طرف — تو پہر دیکہ نجم النسا ہر طرف
کہ حسرت بہت زادی تو آئی نہین — اودہر اپنی تشریف لاتی نہین
چلو حال [illegible] آرام تک سمجیے — کچہہ ایک مین کہتا ہی سن لیجیے
گئی [illegible] خلوت مین بدر منیر — کہا مین لی آئی تیرا بی نظیر
یہہ سن ایکدم تو وہ غش کر گئی — کہی تو کہ حیرت مین آ مر گئی
تعجب سی پوچہا کہ سچ ہی یہہ — دیا چہیڑنی کو مسیری کچہہ یہی
کہا تجہکو سوگند اس جان کی — غلط کہنی والی مین قربان گئی
نشاط و خوشی کی خبر یک بیک — نہین منہ پہ کہہ سکتی بیدہڑک
کہا کیون کہ لائی کہا اسطرح — وہ سب کہہ دیا حال تہا جسطرح
ترا قید سی جا کر چہڑا لائی ہون — اور ایک اوسید ہوا اوڑا لائی ہون
کہا پہر وہ دو تو کہان ہین کہا — درختون مین اونکو رکہا ہی چہپا
عجب وقت مین مین ہوئی تہی جدا — کہ دلبر کو تیری دیا لا ملا

مگر ایک پهر اوسکی جی مین بسی | کہ مین تیری خاطر بلا مین پهنسی
سو اب ایک کو تو لی آئی هون مین | هوا دوسری کو بتاتی هون مین
یهه سن شاهزادی نی کهلکهلا | کها کیون اوڑاتی هی نجم النسا
اری ایک هی تو بڑی قهر هی | کهین تو هی امرت کهین زهر هی
چل اب جو چلی بس زیاده نکر | اونهین جاکی جلدی لی آ تو ادهر
کها پهر یه هنس کر اوسکے روبرو | بغیر از کسی کی کهی هو سکے تو
کها وه تو ایسا دیوانا نهین | وه اس بات کو کیا کهیگا نهین
اگر دل مین کچه تیری وسواس هی | نهین دور وه بهی تیری پاس هی
ذرا پوچه لیجو تو اس بات کو | که وه روبرو اوسکی هو یا نه هو
یهه سنکر شتابی گئی وه نگار | لیا جا کی آهسته اونکو پکار
چهپائی هوئی لا بٹهایا وهان | وه خلوت کا جو تها مقام نهان
پهر اوس سی یه پوچها که ای بی نظیر | کهی تو چلی آوی بدر منیر
کها خیر هی تجهکو رشک چمن | چهپی هی کهین ماه سی بهی کرن
میرا جان و مال اسپه قربان هی | که اسکی سبب سی میری جان هی
میرا اسپه تو همدم هی دن رات کا | مجهی اس سی پرده هی کس بات کا

داستان بی نظیر و بدر منیر کی ملنی اور اوسکی باپ کو بیاه کا رقعه لکهنے مین

بهری تهه سی ساقی پلا دی شراب | که ملتی هین باهم مه و آفتاب
یه سن کی باتین وه پرده نشین | چلی آئی وهان ناز سی نازنین
حیا سی پهر اگرچه بیٹهی وه پاس | پهر آئی گئی اوسکی هوش و حواس
نظر سی نظر جو ملی ایکبار | لگی چشم سی لعل و گوهر نثار

ادہر اشک خونین ادہر چشم نم
اوسی اسکا غم اور اسی اوسکا غم

نہ وہ رنگ اوسکا نہ وہ اوسکا حال
تن زرد زرد اور رخ لال لال

بہم دو خزان دیدہ گلزار سے
ملی جیسی بیمار بیمار سے

عجب صحبت آپسمین اوسدم ہوئی
کہ ایسی ہی صحبت بہت کم ہوئی

وہ نجم النسا اور فیروز شاہ
حیا سے گئے اپنی نیچے نگاہ

پہر اشک محبت بہانے لگے
اس احوال پہ حیف کہانے لگے

ادہر ایکطرف کو شاہزادہ نڈہال
لگا رونے آنکھون پہ دہر کر رومال

وہ مجروح دل تہی جو بدر منیر
لگی کہینچنے اپنی آہون کی تیر

چہپا منہ کو اوسطرف سی نازنین
لگی کرنے تر دامن آستین

پڑی غم کی باتین جو آدرمیان
پہر روئی کہ لگ لگ گئین ہچکیان

بس دیر تک مل کے روتی رہی
جدائی کے داغون کو دہوتی رہی

تا رخ بدر پہر اشک گلگون بہا
بہار و خزان کو کیا ایک جا

کلیجون پہ جو داغ تہی بیشمار
سو آنکھون سے اونکی دکہائی بہار

پہر آخر کو نجم النسا وہ شریر
لگی کہنی سنتی ہی بدر منیر

کیا چاہتی ہی تو تاب تہر کیا
زیادہ نہ لیں اپنی الفت جتا

مگر تیری خاطر یہ رویا ہی کم
کہ تو اور رو رو کی دیتی ہی غم

ذرا تن مین آنی دی اسکی توان
ابہی اسکو رونی کی طاقت کہان

پہر مردہ سا لائی ہون مین اسلئی
کہ دیکہی سے تیری شتابی جیئے

یہان مینی اسکی تہین کی دوا
کہ ہی خانۂ یار دار الشفا

لی آئی ہی اسکو محبت کی دہن
جیا ہی فقط تیری ملنی کی سن

اسی وصل کی اپنی دارو پلا
کسی طرح اس نیم جان کو جلا

بس اب کچھہ خوشی کی کرو گفتگو
نہین خوشنما پاس آئے ہوئی
بہین جنسن پڑی سب وی آپسمین مل
بہم پھر تو ہونی لگے اختلاط
شب آدہی کٹی جب تو خاصہ ملکا
تبھی پہن سی سبہی آپسمین مل
پھر آخر کو دو دو جدا ہو گئے
اوٹہا ئی تہی جو جو کہ رنج و ملال
الگ ہو کی لیٹی جو وہ ماہ رو
وہ گذرا ہوا یاد کر کر کی حال
کہا شاہزادی نی احوال سب
کہ یون مین اندہیری مین رویا کیا
نہ پہنچا کوئی میرا فریاد رس
وہ تاریک خانہ میرا گہر رہا
محبت نی پہہ چاشنی اور دی
زمین سی نکلنی کی کب آس تہی
عجب طرح سی زیست کرتا رہا
خدا ہی نے تجہسی ملایا ہے مجہے
دیا شاہزادی نی رو رو جواب
تیری داغ کی دل مین جو بو گئے
تو کیا دیکہتی ہون کہ صحرا ہی ایک

خدا پہر نہ تمکو رولا دی کبہو
رہین دو جنی منہ تہتہاسی ہوئی
پڑین جسطرح پہول گلشن مین کہل
اُٹہنی لگی دل سی عیش و نشاط
تکلف سی ہر ایک کی آ گئی دہرا
کیا نوش حسب تمنا ی دل
الگ خوابگاہون مین جا سو گئی
ہوئی اس مزی مین وہ خواب و خیال
ہوئی لیٹی لیٹی عجب گفتگو
لگی رونی آنکہون پہ دہر کر رومال
کوئین مین جو گذرا تہا رنج و تعب
کوئین مین تن اپنا ڈبویا کیا
تڑپتا رہا دل برنگ جرس
سدا میری چہاتی پہ پتہر رہا
کہ میرے تئین جیتی جی گور دے
فلک کی بہی ہاتہہ سی بس نہی
تیری جان سی دور مرتا رہا
اوٹہا قبر سی پہر جلایا مجہی
کہ مینی بہی ایک شب یہہ دیکہا تہا خواب
مین اکرات روتی ہوئی سو گئی
اور اوس دشت ویرین کو ان سا تہی ایک

عطا وہ الٰہی آئی تہی ... شب   ادہر آ کے یہاں قدم ہی بی نظیر
مین ہر چند چاہا کرون تجھ سی بات   ولی کی گئی وہاں نہ کچھ بھی بات
میری جان گو اوسطرف ڈہل گئی   اوسی دم میری انکھہ پہر کھل گئی
عجب اوس گہڑی مجھ پہ گذرا قلق   کہ دل اور جگر ہو گیا میرا شق
اوسی دن سی یہہ حال پہنچا مرا   کہ مرتی رہی نام لی لی ترا
نہ دیتا تہا گو کوئی تیری خبر   ولی تہا تری غم سی دل کو اثر
گذرتا تہا وہان تجہ جو صبح و شام   وہ اندہیر تہا مجہ پہ روشن تمام
پہ کہتی مین کس سی یہہ درد نہان   شب و روز جلتی تہی مین شمع سان
عجب طرح سی زیست کرتی تہی مین   کہ اوس زیست کرنی سی مرتی تہی مین
اسی غم مین رہتی تہی لیل و نہار   کہ کیونکر ملاویگا پروردگار
میری شکل پر رو کی نجم النسا   گئی اس طرح حال اپنا بنا
پہر آگے تو معلوم ہی تجھکو سب   کہ ہم تم ملی پہر اوسیکی سبب
یہہ آپس مین کہتی یہہ حال دل رو اوتہی   وہ کہنی کو سوتی تہی پس سوا اوٹھی
جو ملتی ہین بچھڑی ہوئی ایک جا   اونہین نیند باتون مین آتی ہی کیا
پریزاد و نجم النسا وہان جو تہی   الگ اپنی باتون مین سرگرم تہی
گئی رات حرف و حکایات مین   سحر ہو گئی بات کی بات مین
شب وصل کی جو سحر ہو گئی   تو سوتون کو گویا خبر ہو گئی
چھپا ماہ لی اپنی منہہ پر نقاب   اوٹھا بستر خواب سی آفتاب
صبوحی کو اوٹھتا ہی جیسی مدام   شراب شفق سی بہری اپنا جام
لئی روز کو ساتہہ آنی لگا   وہ سوتون کو شب کی جگانی لگا
ہوا چشم واجب وہ مژگان دراز   سپید و سیہ مین ہوا امتیاز

گیا عقدہ صبح او سدم جو کہل
نکل آئی اندہیرا او دہر سی وہ گل

اوٹھی جب کہ آپس مین گلفام وے
گئی باری باری سی حمام وے

دوبارہ کیا سب نی اپنا سنگار
چمن مین نئی سرسی آئی بہار

وہ جوگن ہوئی تہی جو نجم النسا
جمی گرد وہ اپنی تن کی چہڑا

نہادہو کی نکلے عجب آن سے
کہ الماس نکلے ہی جون کان سے

نہا کر سبہی نکلا عجب اوسکا روپ
نکل آئی بدلی سی جس طرح دہوپ

دل آگ اوسنی لگائی بہار اور
کہ پوشاک کی سرخ لالہ کی طور

جلان کو عاشق کی دکہلا پہین
لیا سرخ لاہی کا جوڑا پہن

تمامی کے سنجاب او سر لگا
طلا کی طرح سی دیا دگدگا

اوسی رنگ کی ساتہہ کا سب لباس
تصور مین ہو سرخ جسکی قیاس

بہبوکا سا تن اور وہ منہ کی دمک
کہ جون شعلہ آتش سی آ تہی بہڑک

کبلی وہ اوٹہتی ہوئی چہاتیان
بہرن اپنی جوبن مین اٹہلاتیان

گلی کی صفائی وہ کرتی کا چاک
ترا قی کے انگیا سی ٹہنک ٹہاک

وہ کچن سی اوس مین کچین لال لال
بہری رنگ سی قمقی کی مثال

بلاہٹ وہ بہتنی کی اوس سی نمود
کہ جون سرخ چہری پہ خال کبود

ہی نو لی اپنی منہ سر نقاب
شفق مین چہپی جون مہ و آفتاب

بگت گر سر کیونکر نہ اوسکی پہرے
کہ وہان گو کہرو لہر کہا کہا مرے

وہ پاجامہ سبز کمخواب اور
دوپٹہ بنارس کا سوسج کی طور

جو اہر سدا اپنی موقع سی سنکل
ترشح مین ہو جیسی بہندہیہ گل

وہ کنگہی سے کہہ اور وہ ابر لگہی
ہر ایک ان مین اپنی ہر سو کہچے

کہوری وہ جوتی زری کا مشتاب
کہ جون دود کی بعد شعلہ ہو صاف

عروسانہ اوسنے کیا جو لباس ۔ تو آنی لگی خون کی اوسمین باس
بنی جب کہ اس رنگ وہ رشکِ حور ۔ چلی آئی فیروز شہ کی حضور
پریزاد تو قتل ہی ہوگیا ۔ کہی تو کوئی جان سے کھو گیا
حیا سے نہ کی بات کچھہ کہا ۔ ولی جی سے قربان اوسپر رہا
وہ بن ٹہن کی آپسمین رہنے لگی ۔ بہم رازِ دل اپنی سب کہنے لگے
خوشی سے ہوئی بسکہ سرسبز دل ۔ لگی سبزیان چکھنے آپسمین مل
ضیافت بہم ملکے کہانے لگے ۔ وہ غم کھانی اونکی ٹھکانی لگے
چھپی عیش و عشرت وہ کرتی رہے ۔ پہ غیرون کی چرچے سے ڈرتی رہی
اگرچہ ہر ایک وصل سے شاد تھا ۔ ولی ہجر کا غم اونہین یاد تھا
یہہ ٹھہرا کی نکلی وہ دو ماہ رو ۔ کہ اس بات کو سمجھے ایک سو
غضب ہی جو یون ہین دو یاران ۔ چھپی کب تلک آشکارا رہین
سہی تو یہہ تکلیف آرام کو ۔ یہہ ناکامیان ورنہ کس کام کو
نصیب اسطرح سے جو یاری کرین ۔ عیان کیون نہ ہم خواستگاری کرین
جب آپسمین یہہ مشوری ہوگئی ۔ ادہر اور اودہر کی دو دو گئی
وہ نجم النسا اور وہ بدرِ منیر ۔ کہ اپنی بہانہ وہ دو نو شریر
رہین گہر مین پہر جا کی مان باپ کی ۔ کہ دیکھینگی اب ہم قدم آپ کی
نکل بی نظیر اور فیروز شاہ ۔ کسی شہر مین رکھہ کی فوج و سپاہ
کرے اسباب سب سلطنت کا درست ۔ پہر آئی اوسی جا پہ چالاک و چست
وہان کا جو تہا شاہِ انجم سپاہ ۔ جسے لوگ کہتی ہین مسعود شاہ

نامہ بھیجنا بی نظیر کا مسعود شاہ کو خواستگاری مین بدر منیر کی

کیا نامہ یون ایک اوسکو رقم ۔ کہ ای شاہِ شاہان وای فخر جم

فریدون مثال و سکندر نژاد   مراد جہان و جہان مراد
جہان شجاعت زمان کرم   دل رستم گرد حاتم ہمم
مین وارد ہون یہان ایک مہمان غریب   لی آئی ہین مجھکو میری یہان نصیب
نوازش سی اپنی کرم کیجیے   غلامی مین اپنی مجھے لیجیے
ہمیشہ سی ہی راہ و رسم شہان   کہ وابستہ یون ہی ہی کار جہان
جہان پہ ہی روشن کہ مین ماہ ہون   ملک زادہ ابن ملک شاہ ہون
ہر ایک مجھی واقف ہی برنا و پیر   کہ ہی نام میرا شہ بی نظیر
بیان سب کیا ماجرا و حال کا   تجمل لکھا فوج و اموال کا
جتا کر بہت عجز اور انکسار   لکھا یہہ بھی ایک حرف آخر کی بار
کہ جو ہووی بر عکس شرع شریف   وہ ہی اپنی مذہب مین اپنا حریف
اگر یا نبی خیر تو مانیے   نہین آپ آپا ہمین جانیے
گیا یہہ تو مسعود شہ کو پیام   سنا اور پڑہا خط کا مضمون تمام
سمجھا اسکا مضمون مسعود شاہ   کہ اتنی ہی فوج اور یہہ کچھہ سپاہ
اگر جنگ ہو تو بڑی جنگ ہو   پہر آخر خدا جانی کیا رنگ ہو
اور آخر یہی ہی زمانی کی چال   کہ پیوند ہوتی ہین باہم نہال
نہ تازی یہہ کچھہ رسم پیوند ہی   ہمیشہ سی عالم برومند ہی

جواب نامہ بی نظیر کا ملک مسعود شاہ سی

لکھا نامہ اوسکی یہہ ایک در جواب   کہ عاقل کو نکتہ لگی ہی کتاب
لکھا بعد حمد و ثنای خدا   پس از نعت احمد شہ انبیا
کہ نامہ تمہارا جو سربستہ تہا   وہ راز نہان اپنی ہاتہون کہلا
شریعت کی عالم مین محجوب ہین   نہین اپنی نزدیک ہم دور ہین

اگر ہم کبھی اپنی دعوی پہ آئین — تمہاری فلک کو نہ خاطر مین لائین
ابھی گہر سی نکلی ہو لڑکونکی طور — نہین ننگ و بدر ہمہین اپنی غور
کسی پاس دولت یہہ رہتی نہین — سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین
دلی کیا کرین رسم دنیا ہی یہہ — وگرنہ گہمنڈ آپکا کیا ہی یہہ
زبس ہمکو ہی پاس شرع رسول — سو اسواسطی کرتی ہین ہم قبول
خلاف پیمبر کسی رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
ایک اچہی سی تاریخ ٹہرائی — دیا حکم منہ مین مٹہائی
گیا ایلچی لیکی نامہ ادہر — اوڑی ہر طرف یہہ خوشی کی خبر
سنی یہہ جو نامہ کی گفت و شنید — ہوئی شاہزادی کو گویا کہ عید
کشادہ ہوئی دل جو تہی غم سی تنگ — اوسی دن سی ہونی لگی راگ و رنگ
ہوئین ہر طرف سب دل آرائیان — لگین ہونی شادی کی طیاریان
بلا منگنیون کو بتا بال و سن — مقرر کیا نیک ساعت کا دن

داستان بی نظیر اور بدر منیر کی بیاہ کی اور اوسکی تجمل کی

کدہر ہی تو ای ساقی گلبدن — دہری آج اوس شمع رو کی لگن
بلا مطربان خوش آواز کو — کہ آوین لئی اپنی سب ساز کو
وہ اسباب شادی کا طیار ہو — مگر نہ تیہر جسکی تکرار ہو
بڑی خواہشون سی جب آیا وہ روز — چڑہا بیاہنی وہ مہ شب فروز
محل سی نکل جب ہوا وہ سوار — بجی شادیانی بہم ایکبار
کرون اوس تجمل کو کیونکر عیان — کہ باہر ہی تقریر سی یہہ بیان
وہ دولہ کی اوٹہتی ہی ایک غل پڑا — لگا دیکہنی اوٹہہ کی چہوٹا بڑا
کوتلی ودوڑ گہوڑون کو لانی لگا — کوئی ہاتہیون کو بیٹہانی لگا

لگا کہنے کوئی ادھر آئیو — ارے زینہ شتابی سے میری لائیو
کسی نے کسی کو پکارا کہیں — نہ لانے پہ میانی کی مارا کہیں
کوئی پالکی میں چلا ہو سوار — پیادوں کی رکھہ اپنی آگے قطار
جو کثرت میں دیکھا کہ گاڑی نہیں — کوئی مانگی تانگی پہ بیٹھا کہیں
سپر اور قبضے کھڑکنے لگے — سواروں کی گھوڑے بھڑکنے لگے
لگی ہونے وہ نوبت اکی اور اونکی بعد — گرجنا وہ ڈنکوں کا مانند رعد
وہ شہنائیوں کی سہانی دھنیں — جسے گوش زہرہ مفصل سنیں
ہزاروں تماشے سے تخت رواں — اور اہل نشاط اوپہ جلوہ کناں
وہ طبلوں کا بجنا اور اونکی صدا — یہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا
وہ نوشہ کا گھوڑے پہ ہونا سوار — وہ موتی کا سہرا جواہر کی ہار
ٹھٹھک کر وہ گھوڑوں کا چلنا سنبھل — ہما کی وہ دو نو طرف مورچھل
وہ فانوسیں آگی زمرد نگار — کہ ہو سبز مینا جنہوں پر نثار
دو رستہ جو روشن چراغاں ہوئے — پتنگے خوشی سے غزلخواں ہوئے
ہوا دل جو روشن چراغان سے — پڑھی شعر نوری کی دیوان سے
چراغوں کی تڑ تڑ پولیئی جابجا — اور اودھم ہوائی بازاریوں کی صدا
کوئی پان بیچی کھلولی کوئی — کوئی دال موٹھ اور سلونی کوئی
تماشائیوں کا جدا اک ہجوم — پتنگی گرین جوں چراغاں پہ جھوم
کڑکنا وہ نوبت کا باجونکی ساتھہ — گرجنا وہ توپونکا ڈنکونکی ساتھہ
براتی ادہر اور ادہر جوق جوق — وہ آواز قرنا اور آواز بوق
وہ کالی پیادی اور اونکی نفیر — کہ تا چرخ پہنچی صدا اونکی چیر
وہ آرایش اور گل کئی رنگ کے — وہ ہاتھی کہ دو دو تھی جنگ کے

وہ ابرک کی ٹٹی وہ بیلی کی جھاڑ
کہی تو کہ ٹٹی سے اوجھل پہاڑ

دو رستہ برابر برابر وہ تخت
کسی پر کنول اور کسی پر درخت

وہ رنگین کنول اور وہ شمع و چراغ
کھلی جسطرح لالۂ نو بہ باغ

جہان تک نظر آوے اونکی قطار
طلسمات کی سی ہوا پر بہار

اناروں کا دغنا پھلجھڑی کا زور
ستاروں کا چھٹنا پٹاخوں کا شور

اوڑایا ستاروں کو جو آگ نے
تو ہاتھی سے لگے بنہلی بھاگنے

وہ مہتاب کا چھوٹنا بار بار
ہر ایک رنگ کے جیسے دونی بہار

دھواں جب گیا تو زمین نور ہو
سیاہی اوڑھی شب کی کافور ہو

سراسر وہ مشعل کے ہر طرف جھاڑ
کہ جن نور کی مشتعل ہوں پہاڑ

زری پوش سردار سب یکدگر
پہریں برق کی طرح ادہر اودہر

کبھی تو کہ نزدیک اور دور سی
زمین و زمان بھر گیا نور سی

جب آئی وہ دولہن کی گھر پر برات
کہوں وہاں کی عالم کی کیا تجہسی بات

ہوا وہاں کے صحبت کی رشک بہشت
دہری لخلخی گرد عنبر سرشت

کھڑی بادلوں کے وہ خیمے بلند
کریں عالم نور جسکو پسند

عجب مسند ایک جگمگی اور فرش
تمامی کے عالم کا جو کور فرش

بلورین دہری شمعدان شیشیا
چڑہیں موم کی بتیان چار چار

نئی رنگ کی اور نئی طور کے
دہری ہر طرف جھاڑ بلور کے

تماشائیوں کی بہ کثرت کہ بس
ملی ایک سی ایک سب پیش و پس

دو زانو زری پوش بیٹھی تمام
شراب خوشی کی کئی نوش جام

وہ دولہ کا مسند پہ جا بیٹھنا
برابر رفیقوں کا آ بیٹھنا

طوائف کا اوٹھنا وہ انداز سی
دکھانی وہ آ صورتیں ناز سی

کروں راگ اور ناچ کا کیا بیاں
قدیمی کسی وقت کا سا سماں

وہ ارباب عشرت کا آپس میں مل
جمانا کھڑی راگ کا دیکے دل

وہ ایمن کی تانیں ادھر اور ادھر
ملی سر طنبوروں کی با یکدگر

اور اوس صف سے ایک چھوکری کا نکل
جتانا ہنر اپنا پہلی پہل

اولٹنا وہ ٹھوکر کو دے دیکے تال
وہ بوٹا سا قد اور کھڑے وہ چال

کبھی پلٹوں میں دکھاتی ادا
کہ جوں لوٹ کر ہووے بجلی ہوا

کبھی گھٹ سرے ناچنا ذوق سے
کہ تیورا کے عاشق کرے شوق سے

ادھر کی تو پھیرت اور اوسکا سبھاؤ
اودھر اوٹ میں نایکہ کا بناؤ

کھڑی ہو کے دو گھونٹ حقے کے لے
چبا پان اور رنگ ہونٹوں پہ دے

انگوٹھی کی لے سامنے آرسے
وہ صورت کو دیکھ اپنی گلزار سے

اولٹ آستینیں اور چھریکا چاک
بنی سر سے انگیا کو کر ٹھیک ٹھاک

بنا کنگھی اور کر کے ابرو درست
جھٹک دامن اور ہو کے چالاک و چست

دوپٹے کو سر پر اولٹ اور سنبھل
یکایک وہ صف چیر آنا نکل

پکڑ کان اور گھونگرو ٹنکوا تھا
پہن پاؤں میں اپنی سر سے چھوا

ادھر اور اودھر رکھے کاندھے پہ ہاتھ
چلی ناچتی آنا سنگت کے ساتھ

فتح سند کی ہاتھ کی صورت ایک
لجا ہی [illegible]

کبھی ناچنا اور گانا کبھی
رجھانا کبھی اور ہنسانا کبھی

خوش آوازیوں سے وہ گانا خیال
دکھانا ہر ایک دم میں اپنا کمال

وہ شادی کی مجلس وہ ناچ رنگ کا
وہ جھلکی خوشی اور وہ دل کی ترنگ

وہ پھولوں کی گہنے کنٹھے کی ہار
وہ بیٹھی ہوئی رنڈیوں کی قطار

وہ بیڑوں کی بٹی پڑی ہر طرف
غم دل جسے دیکھ ہو بر طرف

ادھر کا تو یہ رنگ تھا اور یہ راگ
محل مین ادھر گھوڑیان اور سہاگ

وہ گھڑی سی شادی مبارک وہ ڈھول
وہ ٹولی سلونی وہ میٹھی سی بول

او ترنگی وہان سمدھیون کی پہن
کھلین پھول جیسی چمن در چمن

گلون مین پہننا وہ ہنس ہنس کی ہار
سٹاسٹ وہ پھولون کی چھڑیونکی مار

دکھانا وہ بن ٹھن کی اپنا بناو
وہ آپسکی رسمین وہ آپسکی چاو

قہاسے ہنسی شور و غل تالیان
سہانی سہانی نئی گالیان

غرض کیا کہون تاب مجھ مین نہین
ندیکھی کا عالم کوئی یہ کہین

نکاح ہونا بی نظیر کا ساتھ بدر منیر کی اور شادی سے نجم النسا کی پریزاد سی اور رخصت ہونا آپسمین

چھکا ہون نشہ مین بہت ساقیا
مجھے جلد اب مے کی شربت پلا

کسی پر نشہ ایسا ہو جو بار ہون
کہ پھر مین سگیکے کا تیری یار ہون

ہوا جب نکاح اور بٹی ہار پان
پلا سبکو شربت دیئے پاندان

اوٹھا مہر تو نوشہ وہ بعد از نکاح
محل مین بلانی کی ٹھہری صلاح

چلا یون وہ دولہ دولہن کی طرف
اوڑے جیسی بلبل چمن کی طرف

وہان تک پہنچتی ہوئی کیا کہون
ہوئی ٹوٹکی لاکھ جھمیر شگون

ہوا لیکن اوسوقت دونا مزا
کہ دولہ دولہن جب ہوئی ایک جا

عروسی وہ گہنا وہ سونا لباس
وہ مہندی سہانی وہ پھولونکی باس

ملا سرخ جوڑی پہ عطر سہاگ
کھلی مل کے آپسمین دونونکی بھاگ

دکھا مصحف اور آرسی کو نکال
دھرا سیج مین سر پہ آنچل کو ڈال

تہا وصل اسطرح کا دھیان مین
خدائی کنیا آن کی آن مین

عجب قدرت حق نمایان ہوئے
جبھی آرسی دیکھہ حیران ہوئے

وہ جلوی کا ہونا وہ شادی کے رسوم
کسی نے پسائی سرو پیچ آن کر
سہاگا گسی کان کو کوئی لگا
وہ شیرین جو بیٹھی تھی شیرین بنے
چنائی نبات اوسکو اس گہات سی
زبس دل تو تہا اوسکا ہرجا پسند
اوٹھالی ڈلی اوسکی انکھوں سنی پن
ڈلی وہ جو ہونٹھون کی تھی لب بلبے
کر سیے اوٹھائی ڈلی اسطرح
ذرا پانوں پر کی اوٹھالی اڑا
یہہ ظاہر کی تکرار تھی بار بار
عجب طرح کی رنگ رلیان ہوئین
وہ سب ہو چکی جب کہ رسم و رسوم
سحر کا وہ ہونا وہ ٹونی کا وقت
گہڑی سب کا لاچار منہ دیکہنا
وہ دولہن کا رو رو کی ہونا جدا
نکلنی وہ جانا محل سی جہیز
یہان موت ہی اہل عرفان کو
وہ جو دردمندی سی ہی آشنا
وہ دولہ نی دولہن کو گودی میں اوٹھا
چلی لیکی چنڈول جب دم کہار

وہ آپسمین دولہ دولہن کی رسوم
کوئی گالیان دیگئی جہان کر
گئی کوئی دولہن کی جوتی چہپا
نبات اوسکی چنتی سنی کوسنی
کہ ڈہکا دیا سر گہڑی بات سیتی
سبہی جا سی اوسنی چنی کر پسند
کرین نوشن بادام شیرین کو لن
وہ مصری کی منہ سی اوٹھالی ڈلی
کہ ہان ہون نہین کی نہین کسطرح
نہین اور ہان کا عجب غل پڑا
وگرنہ دل اوس بانون پر تہا نثار
کہ باتین وہ مصری کی ڈلیان ہوئین
سواری کی ہونی لگی پہر تو دہوم
وہ دولہن کی رخصت وہ رونیکا وقت
کہ یارب یہہ کیا ہی جہان دیکہنا
وہ مان باپ کا اور رونا جدا
کہ جون چشم سی اشک ہو موج خیز
کہ جانا نہ اکدن تو نہین جان کو
وہی شادی کا لیتی ہیں غم سی مزا
ٹہہایا محافی مین آخر کو لا
کیا دو طرف سی نذر او سپر نثار

کہڑی تہی جو وہان چشم کو تر کئی — سو ہو لی اونہون نی نچہاور کیئی
ادہر اور ادہر اپنی سہری کو چہیر — وہ ایک چاند سا منہہ دکہا بی نظیر
سوار اپنی کہوڑی پہ ہو کر شتاب — کہ جون صبح ہو وی بلند آفتاب
دکہاتا ہوا حشمت و عظم و شان — لئی ساتہہ ساتہہ اپنی نوبت نشان
وہ پہنچی تو جیسے ڈول مین رشک ماہ — اور آگی وہ خورشید عالم پناہ
پہر اگہر کو اپنی قدم با قدم — سواری لگا کہرین اوترا صنم
غرض اسطرح جب دولہن کو بیاہ — لی آیا جہان اوسکی تہی عیش گاہ
ہوی وہ جو ہو لی تہی رسم و رسوم — کہ ظاہر مین تہی یہہ بہی در کار دہوم
شہابہ اوسی دہوم مین لگتی تہا — پہ بیڑا دکا بیاہ جو تہی کی ساتہہ
وہ نجم النسا تہی جو دخت وزیر — گیا اوسکی والد کنی سب بی نظیر
کہا باپ کر اوسکی ای خیر خواہ — میرا بہائی ہی ایک فیروز شاہ
سو مین تجہسی رکہتا ہون ایک التجا — کہ تو اوسکو فرزندی مین اپنی لا
غرض ہر طرح کر رضا مند اوسی — گیا جال مین اپنی پابند اوسی
پہ بیڑا اوٹہا وہ جو فیروز شاہ — دیا اوسکو نجم النسا سی بیاہ
اوسی دہوم سی اور اوسی فوج — اوسی شان سی اور اوسی اوج کی
وہی سب تجمل وہی سب رسوم — ہوئی تہی جو کچہہ بیاہ مین اوسکی دہوم
دقیقہ نہ چہوڑا کسی بات مین — برابر رکہی چہل برات مین
اوسیطرح اوسکو بیاہا غرض — جو کچہہ قول تہا سو نباہا غرض
خدا راست لایا اونہو کی جو کام — بر آئی دلون کی مطالب تمام
ہوئین متصل ہم جو وہ شادیان — بسن ایک جا چار آبادیان
مہری دن تو اپنی وطن کو پہری — وہ آشفتہ بلبل چمن کو پہری

خوشی سی لی حرمت و جان و مال | چلی شہر کو اپنی وہ حال حال
وہ نجم النسا اور وہ فیروز شاہ | فلک پر سی ہو مثل خورشید و ماہ
رضا اون سی لیکر اوسی آن مین | گئی شاد و خرم پرستان مین
یہہ اقرار چلتی ہوئی کر گئی | کہ گو تم اودہر اور ہم ادہر گئی
تم اس غم سی مت ہو جیو سینہ ریش | کہ ہم تم سی ملتی رہینگی ہمیش
تسلی وہی دی کر اودہر کو چلی | ادہر لی اپنا لشکر چلی

داستان بی نظیر کی بدر منیر کو اپنی وطن لیجانی اور ما باپ سی ملاقات کرنی مین

پلاس اتبا آخر ہی ایک جا مقام | کہ ہوتی ہی اب یہہ کہانی تمام
وہ نزدیک پہنچی جب اوس شہر کی | کیا پاس جا خیمہ ایک نہر کی
کیا جب کہ خلقت نی تفتیش حال | اور آنکہون سی دیکہا وہ [illegible]
پڑا شہر مین ایک سر سی بہر غل | کہ غائب ہوا تہا سو آیا وہ گل
خبر یہہ ہوئی جب کہ ما باپ کو | کیا گم اونہون نی وہین آپ کو
زبس دل تو تہا پاس [illegible] | یہہ سن ہاتہہ اور پانون گہی تہر تہرا
لگی رونی آپس مین زار و نزار | کہا ہای ہمکو نہین اعتبار
ملا دینگی ہمسی ہمارا حبیب | یہہ دشمن نہین اپنی ایسی نصیب
یہہ ہوگا کوئی دشمن ملک و مال | سو مین آپ ہی ہون گرفتار حال
کوئی اسکا وارث تو آخر نہین | وہی لیکی جاوی یہہ جہگڑا کہین
کہا سب نی صاحب چلو تو سہی | یہہ بیٹا تمہارا وہی ہی وہی
مگر سن کی صاحب کہ بیٹی کا نانون | چلا پہر تو روتا ہوا ننگی پانون
وہ آتا تہا جیسی کہ بیٹا اودہر | پڑی باپ پر جو یکا یک نظر
جو ہین اپنی کعبہ کو دیکہا رواں | چلا سر کی بہل بی نظیر جوان

گرا پانون پر کہہ کی یہہ باپ کی
خدا نی دکھائی قدم آپ کی

سنی یہہ صدا جو ہین ماوس ماہ کی
تو اوس غم رسیدہ نی ایک آہ کی

اوٹھا سر قدم پر سی چھاتی لگا
لپٹ کی گھڑی دو تلک خو یسا

یہہ رویا یہہ رویا کہ غش کر چلا
کبھی تو کہ آنسو کا لشکر چلا

ملی پھر تو آپس مین وہ خوب سے
کہ یوسف ملی جیسی یعقوب سے

وہ گل گل شگفتہ ہوا گل کی طرح
یہہ گل کی طرح اور وہ بلبل کی طرح

ہوئی شاد و خرم صغیر و کبیر
چلی لیکی نذرین امیر و وزیر

مئی عیش سی سب کو مستی ہوئی
نئی سر سی آباد بستی ہوئی

بڑی دھوم سی اور بڑی ان بان سے
بجا نی ہوئی نوبتین شان سے

وہ [illegible] جو تھا ہجر کی داغ مین
ہوئی جا کی داخل اوسی باغ مین

زنانی سواری اوتروا کی ساتھ
پکڑ اوس گل نو شگفتہ کا ہاتھ

در آمد ہوا گھر مین سرسبز و روان
لئی ساتھ اپنی وہ غنچہ دہان

کہ اتنی مین آگی نظر جو پڑے
تو دیکھا کہ ہی راہ مین ماں کھڑے

بہی چشم سی آنسوؤن کی قطار
گرا ماں کی پانون پہ بی اختیار

وہ ماں جذب بیٹی کی لگ کر گلی
یہہ روئی کہ آنسو کی نالی چلی

بہو اور بیٹی کو چھاتی لگا
وہ دونون کی دو ہاتھ سی لی بلا

ہوئی جان او جیسی اوپر نثار
پیا پانی اون دونون پر وار وار

جگر پر جو تھی درد اور غم کی داغ
بجھی وصل سی ہجر کی دی چراغ

سب آپس مین رہنی لگی مل ملا
پھر اتنی چمن مین وہ گل کھل کھلا

وہ آنکھین جو اندھی تہین روشن ہوئین
زمینین جو تہین خشک گلشن ہوئین

زبس باپ ماں کو تھی شہر کی چاہ
دوبارا انہون نی کیا اوسکا بیاہ

لکہوں میں گر اوس بیاہ کی دہوم دہام
بنا اونکی تقدیر کا جو بناو
وہ جیسی کہ اوس باغ میں تہی خزان
محل میں عجائب ہوئی جہجہی
ہوا شہر پر فضل پروردگار
وہی لوگ اور وہی چرچی تمام
وہی بلبلیں اور وہی بوستان
اونہوں کی جہان میں پہری جیسی دن
ملیں سبکی بچہڑی الہی تمام
ہوئی جیسی وہ شاد ہوں شاد ہم
ر... شاد نواب عالی جناب
و ی ... سکی ہی سرو باغ مراد
بحق حسین و بحق حسن
ذرا منصفو داد کی ہی یہ جا
زبس عمر کی اس کہانی میں صرف
جوانی میں جب بن گیا ہوں میں پیر
نہیں مثنوی ہی یہہ ایک پہلجہڑی
نئی طرز ہی اور نئی ہی زبان
رہیگا جہان میں ... اسی نام

تو پہر یہہ کہانی نہ ہووی تمام
نکالی اونہوں نی یہہ سب دلکی چاو
بسی آکی پہر اونمیں سب گلرخان
وہ مرجہائی گل پہر ہوئی لہلہی
وہی شاہزادہ وہی شہریار
وہی ناز و انداز کی اپنی کام
شگفتہ گل و مجمع دوستان
ہماری تمہاری پہرین ویسی دن
بحق محمد علیہ السلام
رہیں شہر میں اپنی آباد ہم
کہ ہی آصف الدولہ جسکا خطاب
رہی روشن اوسکا چراغ مراد
رہوں شاد میں بہی غلام حسن
کہ دریا سخن کا دیا ہی بہا
تب ایسی یہہ نکلی ہیں ہی سحر
تب ایسی ہوئی ہیں سخن بی نظیر
مسلسل ہی موتی کے گویا لڑی
نہیں مثنوی ہی یہہ سحر البیان
کہ ہی یادگار جہان یہہ کلام
اس طرح رنگین یہہ مضمون کیا
سلسلہ اسکا کم ہی جو کچہ ...

غرض جسنے اسکو سنا ہے لکھا — حسن کو فقط مرحبا مرحبا

جو منصف سنینگے کہین گے یہی — نہ ایسی ہوئی ہے نہ ہوگی کبھی

میری ایک مشفق ہین مرزا قتیل — کہ ہین شاہ راہ سخن کے دلیل

سنی مثنوی جب یہہ مجھسے تمام — دیا اسکے تاریخ کو انتظام

زبس شعر کہتے ہین وہ فارسی — ہر ایک شعر اونکا ہی جون آرسی

اونہون نے شتابی اوٹھا کر قلم — یہہ تاریخ کہکے فارسی مین رقم

تاریخ طبع زاد مرزا قتیل

[illegible] تاریخ این مثنوی — بگفتش حسن شاعر دہلوی

ز نظم خوش و [illegible] فکر رسا — که آدم بگفت گوهر مدعا

بجستم ز ہاتف [illegible] این ندا — [illegible] مثنوی [illegible]

تاریخ [illegible]

ستایش [illegible] — [illegible]

[illegible] اسکی تاریخ [illegible] — [illegible]

تاریخ [illegible]

سنی جبکہ یاسری یہہ مثنوی — تو محظوظ ہو فکر تاریخ کے

یہہ مصرع پڑہا وہ نہین یا کرج — بہ اس مثنوی کی یہہ تاریخ [illegible]

الحمد للہ کہ اس مثنوی بے نظیر فصاحت نشان موسوم بہ سحر البیان تصنیف لطیف
میر حسن دہلوی نے بتاریخ [illegible] ربیع الاول سنہ ۱۲۹۲ [illegible] کے مطبع مصطفائی
واقع محلہ [illegible]

[illegible] روشن خان مرحوم